حضرت معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہما

شبہات کے جوابات

از قلم

مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
متکلم اسلام

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا پاکستان

فہرست



https://t.me/TaleefatMaulanailyasGhumman

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعتراض 1: اسمِ معاویہ کے لغوی معنی پر اعتراض

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ معاویہ کا معنی ہے "آواز کرنے والی سگ مادہ"۔

جواب نمبر 1:

یہ اعتراض لغت سے ناواقفیت کی بنیاد پر ہے، اس لیے کہ اہل لغت نے لکھا ہے کہ "معاویہ" اگر معرف باللام ہو (المعاویہ) تو اس کا معنی "آواز کرنے والی سگ مادہ" کے ہیں اور اگر بغیر الف لام کے ہو جیسا کہ لوگوں میں مستعمل ہے تو اس کا یہ معنی نہیں ہے۔ بلکہ اس کا معنی ہے "لوگوں کو آواز دینا" جیسا کہ علامہ وحید الزمان قاسمی کیرانوی رحمہ اللہ (المتوفی:1416ھ) لکھتے ہیں:

عَاوَاهُمْ اَیْ صَایَحَهُمْ: ایک دوسرے کو پکارنا۔

القاموس الوحید ص1145

تو اس اعتبار سے معاویہ کا معنی ہو گا "لوگوں کو آواز دینے والا"

جواب نمبر 2:

اسماء و اعلام میں اصل مادہ کا لغوی معنی مراد نہیں ہوتا اور علم بن جانے کی صورت میں اصل معنی چھوڑ دیا جاتا ہے جیسا کہ اہل عرب سے اس کی کئی مثالیں دیکھی جاسکتی ہیں۔ مثلاً "اُوَیس" کے معنی "بھیڑیا" کے آتے ہیں، ایک مشہور تابعی کا نام بھی اویس (قرنی) ہے، صحیح مسلم شریف میں ان کی فضیلت بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے:

عَنْ أُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ أَهْلَ الْكُوفَةِ وَفَدُوا إِلَى عُمَرَ وَفِيهِمْ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ يَسْخَرُ بِأُوَيْسٍ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ هَلْ هَاهُنَا أَحَدٌ مِنَ الْقَرَنِيِّينَ فَجَاءَ ذَلِكَ الرَّجُلُ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ إِنَّ رَجُلًا يَأْتِيكُمْ مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ لَا يَدَعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ أُمٍّ لَهُ قَدْ كَانَ بِهِ بَيَاضٌ فَدَعَا اللهَ فَأَذْهَبَهُ عَنْهُ إِلَّا مَوْضِعَ الدِّينَارِ أَوِ الدِّرْهَمِ فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ.

صحیح مسلم، رقم الحدیث:6490

ترجمہ: حضرت اسیر بن جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کوفہ کے چند لوگ وفد کی صورت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وفد میں ایک ایسا آدمی بھی تھا کہ جو حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ کا مزاح اڑایا کرتا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا یہاں پر کوئی قرنی ہے؟ تو وہی شخص (حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ) آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تمہارے پاس یمن سے ایک آدمی آئے گا جسے کا نام اویس ہو گا۔ وہ یمن کو اپنی والدہ کی وجہ سے نہیں چھوڑے گا، اسے برص کی بیماری ہو گی۔ وہ اللہ سے دعا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے اس بیماری کو دور فرمادیں گے سوائے ایک دینار یا ایک درہم کے (دینار یا درہم کے بقدر برص کی بیماری کا نشان باقی رہ جائے گا) تو تم میں سے جو کوئی بھی اس سے ملاقات کرے تو وہ اپنے لئے ان سے مغفرت کی دعا کرائے۔

امام ابو الفضل محمد بن مکرم بن علی جمال الدین ابن منظور الانصاری الافریقی رحمہ اللہ (المتوفی:711ھ) لکھتے ہیں:

أُوَيْسُ تَصْغِيْرُ أَوْسٍ وَهُوَ مِنْ أَسْمَاءِ الذِّئْبِ.

لسان العرب، ج1 ص55

جب یہ لفظ علم مستعمل ہوا ہے تو کسی شخص کا بھی ذہن اس کے لغوی معنی کی طرف نہیں جاتا اور نہ ہی اس نام پر اعتراض کیا جاتا ہے۔

جواب نمبر 3:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ غلط ناموں کو (ایسے نام جن کا معنی درست نہیں ہوتا تھا) تبدیل فرما دیا کرتے تھے جیسا کہ "عاصیہ" نام کو "جمیلہ" سے اور "اصرم" نام کو "زرعہ" سے تبدیل کیا۔ سنن ابی داود میں روایات موجود ہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيَّرَ اسْمَ عَاصِيَةَ، وَقَالَ: أَنْتِ جَمِيلَةٌ.

سنن ابو داود، رقم الحدیث:4952

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاصیہ کا نام بدل دیا اور فرمایا: تو جمیلہ ہے یعنی تیرا نام جمیلہ ہے۔

فائدہ: "عاصیہ" سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھی، عاصیہ کے معنی گنہگار کے ہیں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نام "جمیلہ" رکھ دیا جس کا معنی ہے اچھے اخلاق و کردار والی۔

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ أَخْدَرِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ: أَصْرَمُ كَانَ فِي النَّفَرِ الَّذِينَ أَتَوْا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا اسْمُكَ؟ قال: أَنَا أَصْرَمُ، قَالَ: بَلْ أَنْتَ زُرْعَةُ.

سنن ابو داود، رقم الحدیث:4954

ترجمہ: حضرت اسامہ بن اخدری تمیمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی جسے اصرم کہا جاتا تھا، اس جماعت میں سے تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: میں اصرم ہوں، تو آپ نے فرمایا: بلکہ تم زرعہ ہو یعنی تمہارا نام زرعہ ہے۔

فائدہ: اصرم کا معنی ہے "بہت زیادہ کاٹنے والا" تو آپ نے نام رکھا زرعہ جس کا معنی ہے "کھیتی لگانے والا"۔

درج بالا روایات سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غلط ناموں کو تبدیل فرما دیا کرتے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام نہیں بدلا، تو نام کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔

فائدہ: علامہ سید مرتضی حسین بلگرامی زبیدی مصری رحمہ اللہ (المتوفی:1205ھ) فرماتے ہیں:

وَالْمُسَمّٰى بِمُعَاوِيَةَ سِوَاهُ مِنَ الصَّحَابَةِ سَبْعَةَ عَشَرَ رَجُلاً.

تاج العروس من جواہر القاموس جلد 10 صفحہ 260

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ اس نام کے سترہ صحابہ کرام تھے۔

اعتراض 2: امام نسائی رحمہ اللہ کا کہنا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں کوئی صحیح روایت نہیں ہے

امام نسائی رحمہ اللہ کے حوالے سے ایک واقعہ پیش کیا جاتا ہے کہ امام نسائی رحمہ اللہ جب دمشق تشریف لے گئے تو ان سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا: لَا یَرْضٰی مُعَاوِیَۃُ رَأْساً بِرَأْسٍ حَتّٰی یُفَضِّلَ؟

مکمل روایت امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد المعروف امام حاکم رحمہ اللہ (المتوفی: 405ھ) نقل کرتے ہیں:

فَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْأَصْبَهَانِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ مَشَایِخَنَا بِمِصْرَ یَذْکُرُوْنَ أَنَّ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَارَقَ مِصْرَ فِيْ آخِرِ عُمُرِهٖ وَخَرَجَ إِلٰی دَمَشْقَ فَسُئِلَ بِهَا عَنْ مُّعَاوِیَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْیَانَ وَمَا رُوِيَ فِيْ فَضَائِلِهٖ فَقَالَ لَا یَرْضٰی مُعَاوِیَةُ رَأْساً بِرَأْسٍ حَتّٰی یُفَضِّلَ؟! قَالَ: فَمَا زَالُوْا یَدْفَعُوْنَ فِيْ خُصْیَتَیْهِ حَتّٰی أُخْرِجَ مِنَ الْمَسْجِدِ ثُمَّ حَصَلَ إِلٰی مَکَّةَ وَمَاتَ بِهَا سَنَةَ ثَلَاثٍ وَّثَلَاثِ مِائَةٍ وَهُوَ مَدْفُوْنٌ بِمَکَّةَ.

معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص: 83 رقم الحدیث 182

ترجمہ: مجھے محمد بن اسحق اصبہانی رحمہ اللہ نے بیان کیا، کہتے ہیں کہ میں نے مصر میں مشائخ سے سنا، وہ ذکر کرتے ہیں کہ امام نسائی رحمہ اللہ اپنی آخری عمر میں مصر کو چھوڑا اور دمشق چلے گئے، تو وہاں ان سے حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما اور ان کے فضائل کے بارے میں سوال کیا گیا تو کہنے لگے: کہ کیا معاویہ راضی نہیں ہیں کہ ان کا برابر برابر معاملہ کر لیا جائے چہ جائیکہ ان کو فضیلت دی جائے۔ تو لوگ انہیں مسلسل خصیتین پر مارتے رہے یہاں تک کہ مسجد سے بھی نکالا، پھر وہ مکہ المکرمہ چلے گئے اور وہیں پر سن 303 ھجری میں فوت ہوئے اور مکہ ہی میں دفن ہوئے۔

جواب نمبر 1:

اس روایت کی سند میں مشائخنا مجہول ہے جس وجہ سے یہ روایت ضعیف ہے۔ رواۃ حدیث میں جس کی عدالت، ثقاہت اور شخصیت معلوم نہ ہو یا نام کا علم ہو لیکن حالات معلوم نہ ہوں ایسے راوی کو مجہول الحال کہا جاتا ہے۔ اور اگر نام بھی معلوم نہ ہو مجہول العین کہا جاتا ہے۔ محدثین ایسے راوی کی روایت کو قبول نہیں فرماتے۔

اس پر چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

1: امام ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مهدی البغدادی المعروف بالخطیب رحمہ اللہ (المتوفی: 463ھ) فرماتے ہیں:

لَا یُقْبَلُ خَبَرُ مَنْ جَهِلَتْ عَیْنُهٗ وَصِفَتُهٗ لِأَنَّهٗ حِیْنَئِذٍ لَا سَبِیْلَ إِلٰی مَعَارِفِ عَدَالَتِهٖ، هٰذَا قَوْلُ کُلِّهِمْ.

الکفایۃ فی علم الروایۃ صفحہ: 324

ترجمہ: ایسی روایت جس کا راوی مجہول العین اور مجہول الوصف ہو، روایت قبول نہیں ہو گی، اس لیے کہ اس کی عدالت پہچاننے کا کوئی طریقہ نہیں ہے، یہ تمام محدثین کرام رحمہم اللہ کا قول ہے۔

2: علامہ محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (المتوفی: 676ھ) لکھتے ہیں:

رِوَایَةُ مَجْهُوْلِ الْعَدَالَةِ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا لَا تُقْبَلُ عِنْدَ الْجَمَاهِیْرِ.

التقریب: ص 172

ترجمہ: مجہول العدالت خواہ ظاہرا ہو یا باطنا، اس کی روایت جمہور کے نزدیک قبول نہیں ہو گی۔

3: علامہ زین الدین ابو الفرج عبد الرحمن بن احمد بن عبد الرحمن المعروف ابن رجب الحنبلی الدمشقی رحمہ اللہ (المتوفی: 795ھ) امام ترمذی

رحمہ اللہ کی علل ترمذی کی شرح میں لکھتے ہیں:

وَ كَذٰلِكَ ظَاهِرُ كَلَامِ الْإِمَامِ اَحْمَدَ أَنَّ خَبَرَ مَجْهُوْلِ الْحَالِ لَا يَصِحُّ وَلَا يُحْتَجُّ بِهٖ.

شرح علل ترمذی لابن رجب جلد 1 صفحہ 347

ترجمہ: امام احمد رحمہ اللہ کے کلام سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ مجہول الحال کی خبر صحیح نہیں ہے اور نہ اس سے استدلال کیا جا سکتا ہے۔

چونکہ یہ روایت مجہول ہے، یہ معلوم نہیں کہ یہ لوگ کون تھے؟ فاسق تھے یا عادل؟ ان کا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں کیا عقیدہ تھا؟

جواب نمبر 2:

روایت بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ امام نسائی رحمہ اللہ کی وفات مکہ المکرمہ میں ہوئی جب کہ امام نسائی رحمہ اللہ کے مشہور شاگرد مؤرخ علامہ ابنِ یونس المصری رحمہ اللہ (ت 347ھ) فرماتے ہیں کہ آپ کی وفات فلسطین میں ہوئی۔

وَكَانَ خُرُوْجُهٗ مِنْ مِصْرَ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ سَنَةَ اِثْنَتَيْنِ وَثَلَاثِ مِأَةٍ وَتُوُفِّيَ بِفَلَسْطِيْنَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ بِثَلَاثَ عَشَرَةَ خَلَتْ مِنْ صَفَرَ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَّثَلَاثَ مِأَةٍ.

تاریخ ابن یونس المصری جلد: 2 صفحہ: 4 تا 55

ترجمہ: ذوی القعدہ سن 302 ہجری کو ان کا مصر سے نکلنا ہے، اور 13 صفر المظفر سن 303 ہجری بروز پیر فلسطین میں فوت ہوئے۔

جواب نمبر 3:

خود امام نسائی رحمہ اللہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کرتے ہی۔ علامہ ابو الحجاج، جمال الدین یوسف بن عبد الرحمن بن یوسف المزی رحمہ اللہ (المتوفی: 742ھ) حضرت امام نسائی رحمہ اللہ کا قول نقل فرماتے ہیں:

سُئِلَ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ النَّسَائِيُّ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّمَا الْإِسْلَامُ كَدَارٍ لَهَا بَابٌ. فَبَابُ الْإِسْلَامِ الصَّحَابَةُ. فَمَنْ آذَى الصَّحَابَةَ إِنَّمَا أَرَادَ الْإِسْلَامَ، كَمَنْ نَقَرَ الْبَابَ إِنَّمَا يُرِيْدُ دُخُوْلَ الدَّارِ، قَالَ: فَمَنْ أَرَادَ مُعَاوِيَةَ فَإِنَّمَا أَرَادَ الصَّحَابَةَ.

تہذیب الکمال فی اسماء الرجال جلد 1 صفحہ 340،339

ترجمہ: امام نسائی رحمہ اللہ سے حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہما کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: کہ اسلام کی مثال اس گھر کی طرح ہے جس کا دروازہ ہو، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اسلام کا دروازہ ہیں۔ جو کوئی صحابہ کو تکلیف پہنچاتا ہے اس کا ارادہ اسلام کو ہدف بنانے کا ہے۔ جیسے کوئی شخص گھر کا دراوازہ کھٹکھٹاتا ہے تو وہ گھر میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اسی طرح جو شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرتا ہے وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر اعتراض کا ارادہ رکھتا ہے۔

اعتراض 3: نبی علیہ السلام کی دعا کہ اللہ تعالیٰ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ نہ بھرے

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی للہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلانے کے باوجود نہ آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بد دعا دی۔ اس حوالے یہ روایت پیش کی جاتی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ أَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَارَيْتُ خَلْفَ بَابٍ قَالَ فَجَاءَ فَحَطَأَنِي حَطْأَةً وَقَالَ اذْهَبْ وَادْعُ لِي مُعَاوِيَةَ قَالَ: فَجِئْتُ فَقُلْتُ: هُوَ يَأْكُلُ قَالَ: ثُمَّ قَالَ لِيَ اذْهَبْ فَادْعُ لِي مُعَاوِيَةَ قَالَ: فَجِئْتُ فَقُلْتُ :هُوَ يَأْكُلُ فَقَالَ لَا أَشْبَعَ اللهُ بَطْنَهُ.

صحیح مسلم، بَابُ مَنْ لَعَنَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ سَبَّهُ أَوْ دَعَا عَلَيْهِ وَلَيْسَ هُوَ أَهْلًا لِذٰلِكَ كَانَ لَهُ زَكَاةً وَأَجْرًا وَرَحْمَةً، رقم الحدیث: 6623

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، میں دروازے کے پیچھے چھپ گیا، کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے دونوں شانوں کے درمیان اپنے ہاتھ سے ہلکی سی ضرب لگائی اور فرمایا: جاؤ، میرے لیے معاویہ کو بلالاؤ۔ میں نے آپ سے آکر عرض کیا: وہ کھانا کھارہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ مجھ سے فرمایا: جاؤ، معاویہ کو بلالاؤ۔ میں نے پھر آکر عرض کیا: وہ کھانا کھارہے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے۔

جواب نمبر 1:

حدیث کے الفاظ پر غور کریں کہ حضرت ابن عباس رضی للہ عنہمانے حضرت معاویہ رضی للہ عنہ سے یہ نہیں کہا کہ آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلارہے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی للہ عنہما حضرت معاویہ رضی للہ عنہ کو کھانا کھاتے دیکھ کر خاموش سے واپس آگئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: کہ وہ کھانا کھارہے ہیں، اس میں حضرت امیر معاویہ رضی للہ عنہ کا کا کیا قصور ہے؟

جواب نمبر 2:

ایسا کس طرح ہو سکتا ہے کہ جو ذات بابرکات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گالیاں دینے والوں کو، طائف میں پتھر مارنے والوں کو معاف کر دیتے ہوں، بددعا نہ دیتے ہوں وہ اس موقع پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف کیوں بد دعا فرماتے ہیں جب کہ حضرت امیر معاویہ رضی للہ عنہ کیا اس میں کوئی غلطی بھی نہیں ہے۔

جواب نمبر 3:

لَا أَشْبَعَ اللهُ بَطْنَهُ کا حقیقی معنی مراد نہیں ہے، بلکہ یہ عرب کا محاورہ ہے، اہل عرب اس طرح کے الفاظ مثلاً: تیرا پیٹ نہ بھرے، تجھے تیری ماں روئے وغیرہ کلمات غصے کے لیے نہیں بلکہ بطور محبت کے استعمال کرتے رہتے ہیں۔

1۔ شارح بخاری ابو الحسن علی بن خلف بن عبد الملک بن بطال القرطبی المعروف ابن بطال رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 449ھ) فرماتے ہیں:

هِيَ كَلِمَةٌ لَا يُرَادُ بِهَا الدُّعَاءُ، وَإِنَّمَا تُسْتَعْمَلُ فِي الْمَدْحِ، كَمَا قَالُوا لِلشَّاعِرِ، إِذَا أَجَادَ: قَاتَلَهُ اللهُ، لَقَدْ أَجَادَ.

شرح صحیح البخاری جلد 9 صفحہ: 329

ترجمہ: یہ ایسا کلمہ ہے کہ اس سے بد دعا مراد نہیں ہوتی، اسے صرف مدح کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، جیسا کہ جب کوئی شاعر عمدہ شعر کہے تو عرب لوگ کہتے ہیں: قَاتَلَهُ اللهُ (اللہ تعالیٰ اسے مارے)، اس نے عمدہ شعر کہا ہے۔

2۔ علامہ محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (المتوفی: 676ھ) اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

إِنَّ مَا وَقَعَ مِنْ سَبِّهِ وَدُعَائِهِ وَنَحْوِهِ لَيْسَ بِمَقْصُودٍ بَلْ هُوَ مِمَّا جَرَتْ بِهِ عَادَةُ الْعَرَبِ فِي وَصْلِ كَلَامِهَا بِلَا نِيَّةٍ، كَقَوْلِهِ: تَرِبَتْ يَمِينُكَ، وعَقْرَى حَلْقَى، وَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ: لَا كَبِرَتْ سِنُّكِ، وَفِي حَدِيثِ مُعَاوِيَةَ: لَا أَشْبَعَ اللهُ بَطْنَهُ، وَنَحْوِ ذٰلِكَ، لَا يَقْصُدُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ حَقِيقَةَ الدُّعَاءِ.

شرح مسلم للنووی، تحت الحدیث: 6623

ترجمہ: بعض احادیث میں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو بد دعا وغیرہ کے الفاظ منقول ہیں، وہ حقیقت میں بد دعا نہیں، بلکہ یہ ان باتوں میں سے ہے جو عرب لوگ بغیر نیت کے دورانِ کلام کہہ دیتے ہیں۔ جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان کہ تَرِبَتْ يَمِينُكَ (تیرا داہنا ہاتھ خاک آلود ہو) عَقْرَى حَلْقَى (تُو بانجھ ہو اور تیرے حلق میں بیماری ہو)، ایک حدیث میں یہ فرمان کہ لَا كَبِرَتْ سِنُّكِ (تیری عمر زیادہ نہ ہو) اور حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان کہ لَا أَشْبَعَ اللهُ بَطْنَهُ (اللہ تعالیٰ ان کا پیٹ نہ بھرے)، یہ ساری باتیں اسی قبیل سے ہیں۔ ایسی باتوں سے اہل عرب بد دعا مراد نہیں لیتے۔

مثال:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اجْتَمَعَتْ غُنَيْمَةٌ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ: يَا أَبَا ذَرٍّ، ابْدُ فِيهَا، فَبَدَوْتُ إِلَى الرَّبَذَةِ فَكَانَتْ تُصِيبُنِي الْجَنَابَةُ فَأَمْكُثُ الْخَمْسَ وَالسِّتَّ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ: أَبُو ذَرٍّ. فَسَكَتُّ. فَقَالَ: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ أَبَا ذَرٍّ لِأُمِّكَ الْوَيْلُ. فَدَعَا لِي بِجَارِيَةٍ سَوْدَاءَ فَجَاءَتْ بِعُسٍّ فِيهِ مَاءٌ فَسَتَرَتْنِي بِثَوْبٍ وَاسْتَتَرْتُ بِالرَّاحِلَةِ وَاغْتَسَلْتُ فَكَأَنِّي أَلْقَيْتُ عَنِّي جَبَلًا. فَقَالَ: الصَّعِيدُ الطَّيِّبُ وَضُوءُ الْمُسْلِمِ وَلَوْ إِلَى عَشْرِ سِنِينَ، فَإِذَا وَجَدْتَ الْمَاءَ فَأَمِسَّهُ جِلْدَكَ فَإِنَّ ذٰلِكَ خَيْرٌ.

سنن ابو داؤد، رقم الحدیث: 332

ترجمہ: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بکریوں کا ریوڑ جمع ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابو ذر! تم ان بکریوں کو جنگل میں لے جاؤ، چنانچہ میں انہیں ہانک کر ربذہ (ایک جگہ کا نام ہے) کی طرف لے گیا، وہاں مجھے غسل جنابت کی حاجت ہو جایا کرتی تھی اور میں پانچ پانچ چھ چھ روز یوں ہی رہا کرتا (پانی کے نہ ملنے کی وجہ سے غسل نہیں کر سکتا تھا)، پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: اے ابو ذر! میں خاموش رہا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پر تمہاری ماں روئے اے ابو ذر! تمہاری ماں کے لیے بربادی ہو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لیے ایک سیاہ رنگ کی لونڈی بلائی، وہ ایک بڑے برتن میں پانی لے کر آئی، اس نے میرے لیے ایک کپڑے کی آڑ کی اور (دوسری طرف سے) میں نے اونٹ کی آڑ کی اور غسل کیا، (غسل کر کے مجھے ایسا لگا) گویا کہ میں نے اپنے اوپر سے کوئی پہاڑ ہٹا دیا ہو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پاک مٹی (تیمم کرنا) مسلمان کا وضو ہے، اگرچہ دس سال تک بھی پانی نہ ملے، جب تمہیں پانی مل جائے تو اس کو اپنے بدن پر بہا لیا کرو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔

جواب نمبر 4:

بالفرض اس جملے کو بد دعا بھی تسلیم کر لیا جائے تب بھی یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا ہو گی کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس مسلمان کو میں نے بد دعا دی ہو تو یہ بد دعا اس کے لئے گناہوں سے کفارہ اور رحمت بنا دے، چنانچہ اس پر روایات موجود ہیں، ذیل میں دو روایات ملاحظہ ہوں:

روایت نمبر 1:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ سَبَبْتُهُ أَوْ لَعَنْتُهُ أَوْ جَلَدْتُهُ فَاجْعَلْهَا لَهُ زَكَاةً وَرَحْمَةً. وَفِي رِوَايَةٍ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ، إِلَّا أَنَّ فِيهِ زَكَاةً وَّأَجْرًا.

صحیح مسلم، رقم الحدیث:6611

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ میں انسان ہوں۔ جس مسلمان شخص کو بھی میں نے برا بھلا کہا، یا اس پر لعنت کی ہو یا اسے سزا دی ہو (جس کا وہ مستحق نہ تھا) تو اس کو اس شخص کے لئے گناہوں سے کفارہ اور رحمت بنادے۔ ایک اور روایت میں یہی الفاظ ہیں البتہ زَكَاةً وَّأَجْرًا (اس کے لیے گناہوں سے کفارہ اور اجر بنادے) کے الفاظ کا اضافہ ہے۔

روایت نمبر 2:

حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ عِنْدَ أُمِّ سُلَيْمٍ يَتِيمَةٌ وَهِيَ أُمُّ أَنَسٍ فَرَأَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَتِيمَةَ فَقَالَ آنْتِ هِيَهْ لَقَدْ كَبِرْتِ لَا كَبِرَ سِنُّكِ فَرَجَعَتِ الْيَتِيمَةُ إِلَى أُمِّ سُلَيْمٍ تَبْكِي فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ مَا لَكِ يَا بُنَيَّةُ قَالَتْ الْجَارِيَةُ دَعَا عَلَيَّ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَّا يَكْبَرَ سِنِّي فَالْآنَ لَا يَكْبَرُ سِنِّي أَبَدًا أَوْ قَالَتْ قَرْنِي فَخَرَجَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ مُسْتَعْجِلَةً تَلُوثُ خِمَارَهَا حَتَّى لَقِيَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكِ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللهِ أَدَعَوْتَ عَلَى يَتِيمَتِي قَالَ وَمَا ذَاكِ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ قَالَتْ زَعَمَتْ أَنَّكَ دَعَوْتَ أَنْ لَّا يَكْبَرَ سِنُّهَا وَلَا يَكْبَرَ قَرْنُهَا قَالَ فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ أَمَا تَعْلَمِينَ أَنَّ شَرْطِي عَلَى رَبِّي أَنِّي اشْتَرَطْتُ عَلَى رَبِّي فَقُلْتُ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَرْضَى كَمَا يَرْضَى الْبَشَرُ وَأَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ فَأَيُّمَا أَحَدٍ دَعَوْتُ عَلَيْهِ مِنْ أُمَّتِي بِدَعْوَةٍ لَيْسَ لَهَا بِأَهْلٍ أَنْ يَجْعَلَهَا لَهُ طَهُورًا وَّزَكَاةً وَّقُرْبَةً يُّقَرِّبُهُ بِهَا مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

صحیح مسلم، رقم الحدیث:6622

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس ایک یتیم لڑکی تھی اور یہی (ام سلیم رضی اللہ عنہا) ام انس بھی کہلاتی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو دیکھا تو فرمایا: تو وہی لڑکی ہے، تو بڑی ہو گئی ہے! تیری عمر بڑی نہ ہو۔ وہ لڑکی روتی ہوئی واپس حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس گئی، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے پوچھا: بیٹی! تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے خلاف دعا فرمادی ہے کہ میری عمر زیادہ نہ ہو، اب میری عمر یا میرا زمانہ کسی صورت میں بھی زیادہ نہ ہو گا، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا جلدی سے دوپٹہ لپیٹتے ہوئے نکلیں، حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا: ام سلیم! کیا بات ہے؟ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ نے میری (متبنیٰ) یتیم لڑکی کے خلاف دعا کی ہے؟ آپ نے پوچھا: یہ کیا بات ہے؟ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: وہ کہتی ہے: آپ نے دعا فرمائی ہے کہ اس کی عمر زیادہ نہ ہو، اور اس کا زمانہ لمبا نہ ہو، (حضرت انس رضی اللہ عنہ نے) کہا: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسے، پھر فرمایا: ام سلیم کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں نے اپنے رب سے عہد لیا ہے، میں نے کہا: میں بھی ایک بشر ہی ہوں، جس طرح ایک بشر (طبعی طور پر) خوش ہوتا ہے، میں بھی خوش ہوتا ہوں اور جس طرح بشر (طبعی طور پر) ناراض ہوتے ہیں میں بھی ناراض ہوتا ہوں۔ تو میری امت میں سے کوئی بھی شخص جس کے خلاف میں نے دعا کی اور وہ اس کا مستحق نہ تھا (بد دعا کی) تو اس دعا کو قیامت کے دن اس کے لیے پاکیزگی، گناہوں سے صفائی اور ایسی قربت بنادے جس کے ذریعے سے تو اسے اپنے تقرب نصیب فرمائے۔

فائدہ: علامہ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (المتوفی:676ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ فَهِمَ مُسْلِمٌ رَحِمَهُ اللهُ مِنْ هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ لَمْ يَكُنْ مُسْتَحِقًّا لِلدُّعَاءِ عَلَيْهِ. فَلِهٰذَا أَدْخَلَهُ فِي هٰذَا الْبَابِ.

شرح مسلم للنووی تحت رقم الحدیث:6623

ترجمہ: امام مسلم رحمہ اللہ اس حدیث سے یہی سمجھے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس بد دعا کے کبھی بھی مستحق نہیں تھے اسی وجہ سے

انہوں نے اس روایت کو اس باب میں ذکر کیا ہے۔(بَابُ مَنْ لَعَنَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ سَبَّهُ أَوْ دَعَا عَلَيْهِ وَلَيْسَ هُوَ أَهْلًا لِذٰلِكَ كَانَ لَهُ زَكَاةً وَأَجْرًا وَرَحْمَةً، كِتَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ)

جواب نمبر 5:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہادی و مہدی، حفاظتِ عذاب، خلافت اور استحکامِ سلطنت کی جو دعائیں دی ہیں انہیں بھی سامنے رکھنا چاہیے۔ ذیل میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دی جانے والی چند دعائیں ملاحظہ ہوں:

1: امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (المتوفی:279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عُمَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِ بِهِ.

سنن الترمذی، رقم الحدیث:3842

ترجمہ: صحابیِ رسول حضرت عبد الرحمان بن ابی عمیرہ مُزَنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! معاویہ کو ہادی اور مہدی بنا اسے بھی ہدایت نصیب فرما اور اس کے ذریعے دوسروں کو بھی ہدایت عطا فرما۔

فائدہ: امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی البغدادی رحمہ اللہ (المتوفی:360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الْأَعْمَشِ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: قَالَ مُجَاهِدٌ: لَوْ رَأَيْتُمْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قُلْتُمْ: هُوَ الْمَهْدِيُّ.

الشریعۃ لآجُرّی، رقم الحدیث:1953

ترجمہ: حضرت اعمش رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر آپ لوگ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ لیتے تو ان کے مہدی ہونے کے قائل ہو جاتے۔

فائدہ: یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو مہدی ہونے کی جو دعا دی تھی آپ اس کی قبولیت کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے۔ واقعی وہ مہدی تھے۔

2: امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی البغدادی رحمہ اللہ (المتوفی:360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عُمَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو لِمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِهِ وَاهْدِ بِهِ وَلَا تُعَذِّبْهُ.

الشریعۃ لآجُرّی، رقم الحدیث:1915

ترجمہ: صحابیِ رسول حضرت عبد الرحمٰن بن ابو عُمیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو دعا دیتے ہوئے فرمایا: اے اللہ! معاویہ کو ہدایت دینے والا، ہدایت قبول کرنے والا بنا اور اسے ہدایت پر ثابت قدم فرما، ان کے ذریعے سے ہدایت کو عام فرما اور انہیں عذاب سے محفوظ فرما۔

3: امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی رحمہ اللہ (المتوفی:360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُمِّ حَبِيبَةَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دَقَّ الْبَابَ دَاقٌّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُنْظُرُوا مَنْ هٰذَا، قَالُوا: مُعَاوِيَةُ. فَقَالَ: اِئْذَنُوا لَهُ، وَدَخَلَ، وَعَلَى أُذُنِهِ قَلَمٌ لَمْ يَخُطَّ بِهِ. فَقَالَ: مَا هٰذَا الْقَلَمُ عَلَى أُذُنِكَ يَا مُعَاوِيَةُ؟ قَالَ: قَلَمٌ أَعْدَدْتُهُ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ. قَالَ: جَزَاكَ اللهُ عَنْ نَبِيِّكَ خَيْرًا، وَاللهِ مَا اسْتَكْتَبْتُكَ إِلَّا بِوَحْيٍ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَمَا أَفْعَلُ مِنْ صَغِيرَةٍ وَلَا كَبِيرَةٍ إِلَّا بِوَحْيٍ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ كَيْفَ بِكَ لَوْ قَدْ قَمَّصَكَ اللهُ قَمِيصًا؟ يَعْنِي: الْخِلَافَةَ. فَقَامَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ: فَجَلَسَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ وَإِنَّ اللهَ مُقَمِّصٌ أَخِي قَمِيصًا؟ قَالَ: نَعَمْ! وَلٰكِنْ فِيهِ هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ وَهَنَاتٌ. فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، فَادْعُ

لَہُ. فَقَالَ: اَللّٰھُمَّ اھْدِہٖ بِالْھُدٰی وَجَنِّبْہُ الرَّدٰی، وَاغْفِرْ لَہُ فِی الْاٰخِرَۃِ وَالْاُوْلٰی.

المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث:1838

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (اپنی زوجہ مطہرہ) سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف فرما تھے۔ باہر سے کسی نے دروازے پر دستک دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو کون ہے؟ جواب ملا کہ معاویہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں اندر بلائیں! آپ رضی اللہ عنہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ کے کان پر قلم اٹکا ہوا تھا، جس سے وہ (قرآن، فرامین رسول، مکاتیب پیغمبر وغیرہ) لکھا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اے معاویہ! آپ نے کان پر قلم کیوں رکھا ہوا ہے؟ انہوں نے عرض کی: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین مبارکہ کو لکھنے کے لیے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کریم آپ کو میری طرف سے (اپنی شان کے مطابق) جزائے خیر عطا فرمائے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں آپ سے کتابت والا کام اللہ کے حکم کی بنیاد پر کراتا ہوں کیونکہ میں ہر چھوٹا بڑا کام اللہ عزوجل کی وحی کے تحت کرتا ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر آپ کو اللہ تعالیٰ قمیص (خلعت خلافت) عطا فرمائے تو اس وقت آپ کی حالت کیا ہوگی؟ (آپ کس طرح معاملات سرانجام دیں گے؟) یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوئیں اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا میرے بھائی کو اللہ تعالیٰ قمیص (خلعت خلافت) پہنائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! لیکن (میرے زمانے کے بنسبت اس زمانے میں) شر و فساد زیادہ ظاہر ہوگا۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرے بھائی کے حق میں خیر کی دعا فرما دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ کے حق میں دعا کرتے ہوئے فرمایا: اے اللہ! اسے ہدایت کی طرف رہنمائی عطا فرما، اسے ہلاکت سے محفوظ فرما۔ اس کی آخرت اور دنیا میں مغفرت فرما۔

4: امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی البغدادی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مَسْلَمَۃَ بْنِ مُخَلَّدٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: اَللّٰھُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِیَۃَ الْکِتَابَ وَمَکِّنْ لَہُ فِی الْبِلَادِ وَقِہِ الْعَذَابَ.

الشریعۃ لآجُرّی، رقم الحدیث:1919

ترجمہ: حضرت مسلمہ بن مُخلّد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اے اللہ معاویہ کو (قرآن و سنت کو) لکھنے کا علم عطا فرما ان کی سلطنت کو مستحکم فرما اور ان کو عذاب سے محفوظ فرما۔

اعتراض 4: حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو باغی جماعت شہید کرے گی

معترضین کا کہنا ہے کہ جنگ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کی جانب سے حضرت عمار رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے اور حدیث مبارک میں صراحت ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو باغی جماعت شہید کرے گی، لہذا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کی جماعت کا باغی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ وہ روایت یہ ہے:

عَنْ عِكْرِمَةَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَلِابْنِهِ عَلِيٍّ: انْطَلِقَا إِلَى أَبِي سَعِيدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيثِهِ، فَانْطَلَقْنَا فَإِذَا هُوَ فِي حَائِطٍ يُصْلِحُهُ، فَأَخَذَ رِدَاءَهُ فَاحْتَبَى، ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا حَتَّى أَتَى ذِكْرُ بِنَاءِ المَسْجِدِ، فَقَالَ: كُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً وَعَمَّارٌ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ، فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْهُ، وَيَقُولُ: «وَيْحَ عَمَّارٍ، تَقْتُلُهُ الفِئَةُ البَاغِيَةُ، يَدْعُوهُمْ إِلَى الجَنَّةِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ» قَالَ: يَقُولُ عَمَّارٌ: أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الفِتَنِ.

صحیح البخاری، رقم الحدیث:447

ترجمہ: حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے اور اپنے بیٹے حضرت علی سے کہا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاؤ اور ان سے احادیث سنو۔ چنانچہ ہم گئے تو دیکھا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اپنے باغ کو ٹھیک کر رہے تھے۔ ہمیں دیکھ کر انہوں نے اپنی چادر لی اور کمر اور گھٹنوں کے گرد کپڑا باندھ کر بیٹھ گئے (اہل عرب اکثر اس طرح بیٹھا کرتے تھے) اور ہم سے حدیث بیان کرنے لگے۔ یہاں تک کہ جب مسجد نبوی کے بات آئی تو آپ نے بتایا کہ ہم تو (مسجد نبوی کے بنانے میں) ایک ایک اینٹ اٹھاتے اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں اٹھا رہے تھے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو ان کے بدن سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمانے لگے: افسوس! کہ عمار کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔ جسے عمار جنت کی طرف دعوت دیں گے اور وہ جماعت عمار کو جہنم کی طرف دعوت دے گی۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: کہ میں اللہ تعالیٰ سے فتنوں کی پناہ مانگتا ہوں۔

اعتراض:

اس روایت کے پیش نظر مخالفین کا اعتراض یہ ہے کہ جنگ صِفّین کے موقع پر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف سے جنگ میں شریک ہوئے تھے اور اسی جنگ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ تو اس حدیث کی رو سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کی جماعت کا باغی ہونا ثابت ہوتا ہے۔

جواب نمبر 1:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی یہ دونوں جماعتیں حق پر تھیں، ان کے مومن اور حق پر ہونے کو خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور پیشگوئی کے پہلے ہی بیان فرما دیا تھا۔

چند روایات ملاحظہ ہوں:

1: عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيمَتَانِ وَتَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ وَدَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ.

صحیح مسلم، رقم الحدیث:2888

ترجمہ: حضرت ہمام بن منبہ رحمہ اللہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ قیامت

اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک دو عظیم جماعتوں کے درمیان قتال نہ ہو جائے۔ ان کے درمیان ایک بہت بڑی لڑائی ہو گی اور دونوں کا دعوی ایک ہو گا (کہ ہم رضائے الٰہی اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جہاد کر رہے ہیں)۔

2: امام ابو حاتم محمد بن حِبّان بن احمد بن حِبّان رحمہ اللہ (المتوفی 354ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِي رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَكُوْنُ فِي أُمَّتِي فِرْقَتَانِ تَمْرُقُ بَيْنَهُمَا مَارِقَةٌ تَقْتُلُهَا أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ.

صحیح ابن حبان، رقم الحدیث: 6735

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ میری امت میں دو گروہ ہو جائیں گے پھر ان دونوں گروہوں کے درمیان میں سے ایک الگ گروہ نکلے گا پھر اس (مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان سے) نکلنے والے (گروہ) سے جو مسلمان (جماعت) لڑائی کرے گی وہ حق کے زیادہ قریب ہو گی۔

علامہ تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیہ الحرانی الحنبلی رحمہ اللہ (المتوفی: 728ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ ثَبَتَ بِالنُّصُوصِ الصَّحِيحَةِ أَنَّ عُثْمَانَ وَعَلِيًّا وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ وَعَائِشَةَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ. وَأَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ وَعَمْرُو بْنُ الْعَاصِ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ هُمْ مِنَ الصَّحَابَةِ وَلَهُمْ فَضَائِلُ وَمَحَاسِنُ. وَمَا يُحْكَى عَنْهُمْ كَثِيرٌ مِنْهُ كَذِبٌ؛ وَالصِّدْقُ مِنْهُ إِنْ كَانُوا فِيهِ مُجْتَهِدِينَ: فَالْمُجْتَهِدُ إِذَا أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ وَخَطَؤُهُ يُغْفَرُ لَهُ.

مجموع الفتاوی، جلد 4، صفحہ 431

ترجمہ: حضرت عثمان، حضرت علی، طلحہ، زبیر، اور عائشہ رضی اللہ عنہم کا جنتی ہونا نصوص صحیحہ سے ثابت ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری، عمرو بن العاص اور حضرت معاویہ ابن ابی سفیان رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی صحابہ کرام میں سے ہیں اور ان کے بڑے فضائل و محاسن ہیں۔ ان کے بارے میں بہت سی مشہور باتیں کذب بیانی پر مبنی ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ حضرات مجتہدین تھے، مجتہد اگر صواب کو پا جائے تو اسے دوگنا اجر ملتا ہے اور اگر خطا پر ہو تو اسے ایک اجر ملتا ہے اور اس کی غلطی کو معاف کر دیا جاتا ہے۔

فائدہ نمبر 1:

مذکورہ دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک وقت آئے گا جس میں مسلمانوں کی دو جماعتیں ہو جائیں گی؛ ان دو جماعتوں سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعتیں ہیں۔

1: علامہ محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (المتوفی: 676ھ) فرماتے ہیں:

اِفْتِرَاقٌ يَّقَعُ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ، وَهُوَ الْاِفْتِرَاقُ الَّذِيْ كَانَ بَيْنَ عَلِيٍّ وَمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا.

شرح مسلم للنووی، تحت الحدیث: 1064

ترجمہ: مسلمانوں کے مابین ہونے والے اختلاف سے مراد حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان ہونے والا اختلاف ہے۔

2: سید الحفاظ امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان الکوفی رحمہ اللہ (المتوفی: 235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: سُئِلَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ قَتْلَى يَوْمِ صِفِّينَ؟ فَقَالَ: قَتْلَانَا وَقَتْلَاهُمْ فِي الْجَنَّةِ.

المصنف لابن ابی شیبۃ، رقم الحدیث: 39035

ترجمہ: حضرت یزید بن اصم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ صفین کے مقتولین کے بارے پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے مقتولین اور ان (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) کے مقتولین جو اس جنگ میں شہید ہو گئے دونوں جنتی ہیں۔

فائدہ نمبر 2:

نکلنے والے گروہ سے مراد خوارج کی جماعت ہے، جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مسلمان نہیں سمجھتے تھے۔

جواب نمبر 2:

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں مجتہد تھے، اسی تاویل واجتہاد کی بنیاد پر جنگ کر رہے تھے، لہٰذا دونوں ماجور ہوں گے۔ حدیث مبارک میں ہے:

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 7352

ترجمہ: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب حاکم اجتہاد کرے اور اس کا اجتہاد درست ہو تو اسے دو اجر ملتے ہیں اور اگر اجتہاد کرے اور اجتہاد میں خطاء ہو جائے تب بھی اس کے لیے ایک اجر ہے۔

فائدہ: روافض بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ جنگ اجتہاد کی بنیاد پر ہوئی۔

ابو عباس عبد اللہ بن جعفر الحمیری الشیعی (المتوفیٰ: 300ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيْهِ رَحِمَهُ اللهُ: أَنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَقُوْلُ لِأَهْلِ حَرْبِهِ إِنَّا لَمْ نُقَاتِلْهُمْ عَلَى التَّكْفِيْرِ لَهُمْ وَلَمْ نُقَاتِلْهُمْ عَلَى التَّكْفِيْرِ لَنَا وَلٰكِنَّا رَأَيْنَا أَنَّا عَلٰى حَقٍّ وَرَأَوْا أَنَّهُمْ عَلٰى حَقٍّ.

قرب الاسناد للحمیری، ص: 93

ترجمہ: امام باقر رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی اپنے مدِ مقابل (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر) کے بارے میں فرماتے کہ ہماری لڑائی ایک دوسرے کو کافر سمجھنے کی وجہ سے نہیں (بلکہ اجتہاد کی بنیاد پر ہوئی) ہم نے خود کو اور انہوں نے خود کو حق پر سمجھا۔

جواب نمبر 3:

جمہور اہل السنت والجماعت کا موقف یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجتہد مصیب اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد مخطی تھے، اس پر چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

1: علامہ محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (المتوفی: 676ھ) فرماتے ہیں:

وَكَانَ بَعْضُهُمْ مُصِيْبًا وَبَعْضُهُمْ مُخْطِئًا مَعْذُوْرًا فِي الْخَطَأِ لِأَنَّهُ لِاجْتِهَادٍ وَالْمُجْتَهِدُ إِذَا أَخْطَأَ لَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَكَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ هُوَ الْمُحِقُّ الْمُصِيْبُ فِي تِلْكَ الْحُرُوْبِ. هٰذَا مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ.

شرح مسلم للنووی: ج 2 ص 390 کتاب الفتن وشراط الساعۃ

ترجمہ: اس لیے ان لڑائیوں میں بعض صحابہ مصیب تھے اور بعض خطا پر تھے لیکن یہ حضرات بھی خطا پر ہونے کے باوجود معذور تھے کیونکہ اس کی بنیاد اجتہاد پر تھی اور مجتہد سے جب خطا اجتہادی ہو جائے تو وہ گنہگار نہیں ہوتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان جنگوں میں حق پر تھے اور مصیب تھے۔ یہی اھل السنۃ کا موقف ہے۔

2: علامہ تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیہ الحرانی الحنبلی رحمہ اللہ (المتوفی: 728ھ) فرماتے ہیں:

فَهٰذَا الْحَدِيْثُ الصَّحِيْحُ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ كِلَا الطَّائِفَتَيْنِ الْمُقْتَتِلَتَيْنِ عَلِيٌّ وَ اَصْحَابُهُ وَمُعَاوِيَةُ وَاَصْحَابُهُ عَلٰى حَقٍّ وَاَنَّ عَلِيًّا

وَاَصْحَابُهٗ كَانُوْا اَقْرَبَ اِلَى الْحَقِّ مِنْ مُّعَاوِيَةٍ وَّ اَصْحَابِهٖ.

فتاویٰ ابن تیمیہ رحمہ اللہ ج4ص 235

ترجمہ: یہ صحیح حدیث دلالت کرتی ہے کہ دونوں لڑنے والی جماعتیں یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی؛ معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی دونوں حق پر ہیں۔ جبکہ علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی حق کے زیادہ قریب ہیں بمقابلہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے؛ لیکن ہیں دونوں حق پر۔

3: شیخ التفسیر مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ (المتوفی: 1394ھ) لکھتے ہیں:

ان لڑائیوں میں حق حضرت علی رضی اللہ کی جانب تھا اور ان کے مخالف خطا پر تھے، لیکن یہ خطا خطا اجتہادی تھی جس پر طعن اور ملامت ہر گز ہر گز جائز نہیں۔

عقائد الاسلام، ص 111

4: شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ (المتوفی: 1413ھ) لکھتے ہیں:

یہ چاروں صحابہ کرام (حضرت عائشہ، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت معاویہ رضوان اللہ علیہم اجمعین) ان جنگوں میں مجتہد تھے مگر اجتہاد میں خطا تھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی مجتہد تھے اور ان کا اجتہاد صواب تھا۔

گمراہ کن عقائد و نظریات اور صراط مستقیم، ص 323

5: سید ابوالحسن علی ندوی بن عبدالحی حسنی رحمہ اللہ (المتوفی: 1420ھ) لکھتے ہیں:

ہر چند کہ ان اختلافات میں حضرت علی رضی اللہ بر حق تھے مگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی نیت بھی باطل نہ تھی، انہوں نے ارادہ حق ہی کا کیا مگر ان سے غلطی ہو گئی اور تمام لوگ اپنے مقاصد کے لحاظ سے حق پر تھے۔

المرتضی، ص 246

جواب نمبر 4:

اس واقعہ کا تعلق مشاجراتِ صحابہ کرام سے ہے اور مشاجرات میں خاموشی اختیار کرنے کا حکم ہے، چنانچہ اس پر تابعین، تبع تابعین اور اسلاف کی بے شمار تصریحات موجود ہیں، چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

1: امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ (181ھ) فرماتے ہیں:

"اَلسَّيْفُ الَّذِيْ وَقَعَ بَيْنَ الصَّحَابَةِ فِتْنَةٌ وَلَا أَقُوْلُ لِأَحَدٍ مِنْهُمْ مَفْتُوْنٌ".

سیر اعلام النبلاء للامام الذھبی، جلد 8، صفحہ 408

ترجمہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین چلنے والی تلوار فتنہ تھی، لیکن میں ان میں سے کسی ایک کے بارے میں یہ نہیں کہوں گا کہ وہ خود فتنہ ہیں۔

2: امام ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل البغدادی (المتوفی: 241ھ):

امام ابوعمر یوسف بن عبداللہ ابن عبدالبر القرطبی المالکی (المتوفی: 463ھ) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

لَا نَنْظُرُ بَيْنَ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ وَنَكِلُ أَمْرَهُمْ إِلَى اللهِ، وَالْحُجَّةُ فِيْ ذٰلِكَ حَدِيْثُ حَاطِبٍ.

جامع بیان العلم وفضلہ: ج2ص 215

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے درمیان جو واقعات رونما ہوئے ہم ان میں بحث و مباحثہ نہیں کرتے بلکہ ہم یہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں۔ اس معاملے میں ہماری دلیل حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے۔

:3 امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی رحمہ اللہ (المتوفی:321ھ) فرماتے ہیں:

نُحِبُّ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نُفْرِطُ فِيْ حُبِّ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَلَا نَتَبَرَّأُ مِنْ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَ نُبْغِضُ مَنْ يُبْغِضُهُمْ وَبِغَيْرِ الْخَيْرِ يَذْكُرُهُمْ وَلَا نَذْكُرُهُمْ اِلَّا بِخَيْرٍ وَّحُبُّهُمْ دِيْنٌ وَّاِيْمَانٌ وَاِحْسَانٌ وَّبُغْضُهُمْ كُفْرٌ وَّنِفَاقٌ وَّطُغْيَانٌ.

العقیدہ الطحاویہ، ص15

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے محبت کرتے ہیں اور ان میں سے نہ کسی ایک کی محبت میں افراط کرتے ہیں اور نہ ہی کسی سے براءت کا اظہار کرتے ہیں اور جو ان سے بغض رکھتا ہے اور بغیر خیر کے ان کا ذکر کرتا ہے ہم اس سے بغض رکھتے ہیں اور ہم ان کا ذکر صرف بھلائی سے کرتے ہیں، ان سے محبت دین و ایمان اور احسان ہے اور ان سے بغض کفر و نفاق ہے اور سرکشی ہے۔

:4 شیخ ابو محمد محی الدین عبد القادر بن ابی صالح عبد اللہ جیلانی (المتوفی:561ھ) لکھتے ہیں:

وَاتَّفَقَ أَهْلُ السُّنَّةِ عَلٰى وُجُوْبِ الْكَفِّ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ، وَالْإِمْسَاكِ عَنْ مَسَاوِئِهِمْ، وَإِظْهَارِ فَضَائِلِهِمْ وَمَحَاسِنِهِمْ، وَتَسْلِيْمِ أَمْرِهِمْ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى مَا كَانَ وَجَرٰى مِنَ اخْتِلَافِ عَلِيٍّ وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ وَعَائِشَةَ وَمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ.

الغنیۃ لطالبی طریق الحق للجیلانی: ص113

ترجمہ: اھل السنۃ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان جو نزاعات ہوئے ان میں خاموشی اختیار کرنا اور ان کی خامیاں بیان کرنے سے باز رہنا واجب ہے۔ اسی طرح ان کے فضائل و مناقب اور خوبیاں بیان کرنا بھی واجب ہے اور جو اختلاف حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عائشہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم کے درمیان پیش آئے انہیں اللہ کے سپرد کرنا بھی واجب ہے۔

:5 علامہ محی الدین ابوزکریا یحیٰی بن شرف النووی (المتوفی:676ھ) لکھتے ہیں:

وَمَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْحَقِّ إِحْسَانُ الظَّنِّ بِهِمْ وَالْإِمْسَاكُ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ وَتَأْوِيْلُ قِتَالِهِمْ وَأَنَّهُمْ مُجْتَهِدُوْنَ مُتَأَوِّلُوْنَ لَمْ يَقْصِدُوْا مَعْصِيَةً وَلَا مَحْضَ الدُّنْيَا بَلِ اعْتَقَدَ كُلُّ فَرِيْقٍ أَنَّهُ الْمُحِقُّ وَمُخَالِفُهُ بَاغٍ فَوَجَبَ عَلَيْهِ قِتَالُهُ لِيَرْجِعَ إِلٰى أَمْرِ اللهِ

شرح مسلم للنووی: ج2 ص390 کتاب الفتن و شراط الساعۃ

ترجمہ: اھل السنۃ اور اھل حق کا مذہب اور نظریہ یہ ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں حسنِ ظن رکھا جائے اور ان کے درمیان رونما ہونے والے اختلافات میں خاموشی اختیار کی جائے اور ان کی باہمی لڑائیوں کی تاویل کی جائے۔ بلاشبہ یہ حضرات مجتہد اور صاحب رائے تھے، ان کا مقصد نہ معصیت تھا اور نہ ہی دنیا طلبی تھی، بلکہ ان میں سے ہر فریق یہ سمجھتا تھا کہ وہی حق پر ہے اور دوسرا خطا پر ہے اور خطا پر ہونے والے فریق سے لڑائی کرنا ضروری ہے تاکہ وہ امر اللہ کی طرف واپس لوٹ آئے۔

:6 علامہ شمس الدین ابو عبد للہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (المتوفی:748ھ) فرماتے ہیں:

كَمَا تَقَرَّرَ الْكَفُّ عَنْ كَثِيْرٍ مِّمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ وَقِتَالُهُمْ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ - أَجْمَعِيْنَ.

سیر اعلام النبلاء للذھبی: ج:10، ص:92

ترجمہ: یہ بات طے شدہ ہے کہ صحابہ کے درمیان جو اختلافات وغیرہ ہوئے اس پر سکوت کیا جائے۔

:7 امام الاسانید حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ (المتوفی:1176ھ) فرماتے ہیں:

اَلتَّنْبِيْهُ الثَّالِثُ: يَنْبَغِيْ أَنْ يُّعْلَمَ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِيْ سُفْيَانَ فَرْدٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ وَصَاحِبِ الْفَضِيْلَةِ الْجَلِيْلَةِ فِيْ زُمْرَةِ الصَّحَابَةِ فَلَا تَسِيْئَنَّ الظَّنَّ بِهٖ وَلَا تَقَعَنَّ فِيْ سَبِّهٖ حَتّٰى لَا تَرْتَكِبَ الْحَرَامَ.

ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء ج1 ص562

ترجمہ: تیسری تنبیہ: مناسب ہے کہ بات سمجھ لی جائے کہ حضرت معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں

سے ایک فرد ہیں، اور صحابہ کرام میں صاحبِ فضیلت ہیں، لہذا ان کے بارے میں بدگمانی بھی نہ کرنا اور انہیں برا بھلا کہنے کی جرأت بھی ہرگز نہ کرنا، ورنہ تم حرام کے مرتکب ہو جاؤ گے۔

فائدہ:

جب دونوں جماعتیں حق پر تھی تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو الفئة الباغية کیوں کہا گیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں خروج کیا تھا جسے عربی زبان میں باغی سے تعبیر کر دیا گیا ہے، تو یہ صورۃ بغاوت ہے (اجتہاد کی بنیاد پر نہ کہ معصیت اور دنیا طلبی) نہ کہ حقیقۃ۔

جواب نمبر5:

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب احادیث صحیحہ میں بیان کیے گئے ہیں انہیں بھی سامنے رکھنا چاہیے۔

1: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عُمَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ: اللهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِ بِهِ.

سنن الترمذی، رقم الحدیث:3842

ترجمہ: صحابی رسول عبد الرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: اے اللہ! تو ان کو ہدایت دے اور ہدایت یافتہ بنا دے، اور ان کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت دے۔

2: عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَدْعُونَا إِلَى السَّحُورِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ هَلُمُّوا إِلَى الْغِذَاءِ الْمُبَارَكِ ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ اللهُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقِهِ الْعَذَابَ.

مسند احمد، رقم الحدیث:16528

ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک مرتبہ سحری کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا کہ اس مبارک کھانے کے لئے آجاؤ۔ پھر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے اللہ! معاویہ کو حساب اور کتاب کا علم عطاء فرما اور اسے عذاب سے محفوظ فرما۔

اعتراض 5: حضرت عمار رضی اللہ عنہ جنت کی طرف اور (امیر معاویہ) عمار کو جہنم کی طرف دعوت دیں گے

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ حدیث مبارک میں الفاظ ہیں: يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ حضرت عمار رضی اللہ عنہ جنت کی دعوت دیں گے اور وہ جماعت (امیر معاویہ) عمار کو جہنم کی دعوت دے رہی ہو گی۔ وہ روایت یہ ہے:

عَنْ عِكْرِمَةَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَلِابْنِهِ عَلِيٍّ: انْطَلِقَا إِلَى أَبِي سَعِيدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيثِهِ، فَانْطَلَقْنَا فَإِذَا هُوَ فِي حَائِطٍ يُصْلِحُهُ، فَأَخَذَ رِدَاءَهُ فَاحْتَبَى، ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا حَتَّى أَتَى ذِكْرُ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: كُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً وَعَمَّارٌ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ، فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْهُ، وَيَقُولُ: «وَيْحَ عَمَّارٍ، تَقْتُلُهُ الفِئَةُ البَاغِيَةُ، يَدْعُوهُمْ إِلَى الجَنَّةِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ» قَالَ: يَقُولُ عَمَّارٌ: أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الفِتَنِ.

صحیح البخاری، رقم الحدیث:447

ترجمہ: حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے اور اپنے بیٹے حضرت علی سے کہا کہ حضرت

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاؤ اور ان سے احادیث سنو۔ چنانچہ ہم گئے تو دیکھا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اپنے باغ کو ٹھیک کر رہے تھے۔ ہمیں دیکھ کر انہوں نے اپنی چادر لی اور کمر اور گھٹنوں کے گرد کپڑا باندھ کر بیٹھ گئے (اہل عرب اکثر اس طرح بیٹھا کرتے تھے) اور ہم سے حدیث بیان کرنے لگے۔ یہاں تک کہ جب مسجد نبوی کے بات آئی تو آپ نے بتایا کہ ہم تو (مسجد نبوی کے بنانے میں) ایک ایک اینٹ اٹھاتے اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں اٹھا رہے تھے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو ان کے بدن سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمانے لگے: افسوس! کہ عمار کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔ جسے عمار جنت کی طرف دعوت دیں گے اور وہ جماعت عمار کو جہنم کی طرف دعوت دے گی۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: کہ میں اللہ تعالیٰ سے فتنوں کی پناہ مانگتا ہوں۔

جواب نمبر 1:

یہ کلمات يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ اصل روایات میں نہیں ہیں بلکہ یہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ مولی عباس کا ادراج ہیں۔

ادراج کی تعریف:

مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ (المتوفی: 1394ھ) لکھتے ہیں:

مَا أُدْرِجَ فِي الْحَدِيْثِ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ الرُّوَاةِ فَيُظَنُّ أَنَّهُ مِنَ الْحَدِيْثِ.

قواعد فی علوم الحدیث ص 39

ترجمہ: حدیث مبارک کے متن میں راوی اپنا کلام شامل کر دے جسے سننے والا حدیث سمجھے۔

جواب نمبر 2:

بالفرض اصل روایت کے الفاظ تسلیم کر بھی لیے جائیں تو جنت اور جہنم کا حقیقی معنی نہیں بلکہ مجازی معنی مراد ہو گا۔

یہاں "الجنۃ" سے مجازا امن وامان اور اتحاد واتفاق مراد ہے۔ عام طور پر ہمارے محاورے اور عرف میں پر امن جگہ کو "جنت" سے تعبیر کر دیا جاتا ہے۔ اور جنگ کو "اَلنَّارُ" آگ سے تعبیر کرنا بھی عام ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ.

المائدۃ: 64

ترجمہ: یہ جب بھی جنگ کی آگ بھڑکاتے ہیں، اللہ تعالیٰ اسے بجھا دیتا ہے۔ اور یہ لوگ دنیا میں فساد مچاتے پھرتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ فسادیوں کو پسند نہیں کرتا۔

روایت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ ایسی چیز کی طرف دعوت دے رہے تھے جس سے امن و امان قائم ہوتا یعنی اہل شام بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لیتے تو مسلمان متحد ہو جاتے جنت جیسا پر سکون ماحول میسر آ جاتا۔ مگر اہل شام کا بیعت سے انکار کرنا جنگ کا باعث بن رہا تھا۔ یاد رہے کہ یہ سب کچھ اجتہادی بنیاد پر تھا۔

جواب نمبر 3:

علامہ حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (المتوفی: 852ھ) فرماتے ہیں:

فَإِنْ قِيْلَ: كَانَ قَتْلُهُ بِصِفِّيْنَ وَهُوَ مَعَ عَلِيٍّ وَالَّذِيْنَ قَتَلُوْهُ مَعَ مُعَاوِيَةَ وَكَانَ مَعَهُ جَمَاعَةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ فَكَيْفَ يَجُوْزُ عَلَيْهِمُ الدُّعَاءُ إِلَى النَّارِ؟ فَالْجَوَابُ أَنَّهُمْ كَانُوْا ظَانِّيْنَ أَنَّهُمْ يَدْعُوْنَ إِلَى الْجَنَّةِ، وَهُمْ مُجْتَهِدُوْنَ لَا لَوْمٌ عَلَيْهِمْ فِيْ اِتِّبَاعِ ظُنُوْنِهِمْ، فَالْمُرَادُ بِالدُّعَاءِ إِلَى الْجَنَّةِ الدُّعَاءُ إِلٰى سَبَبِهَا وَهُوَ طَاعَةُ الْإِمَامِ، وَكَذٰلِكَ كَانَ عَمَّارٌ يَدْعُوْهُمْ إِلٰى طَاعَةِ عَلِيٍّ وَهُوَ الْإِمَامُ الْوَاجِبُ الطَّاعَةُ إِذْ

ذَاكَ، وَكَانُوا هُمْ يَدْعُونَ إِلَى خِلَافَةِ ذٰلِكَ لٰكِنَّهُمْ مَعْذُوْرُوْنَ لِلتَّأْوِيْلِ الَّذِىْ ظَهَرَ لَهُمْ۔

فتح الباری شرح صحیح البخاری، جلد 1 صفحہ 54

ترجمہ: اگر کہا جائے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت صفین کی جنگ میں ہوئی اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور جن لوگوں نے اسے قتل کیا وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی ایک جماعت بھی تھی۔ پھر کیسے ممکن ہے کہ وہ آگ کی طرف بلا رہے تھے؟ تو اس شبہ کا جواب یہی ہے کہ (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ موجود دیگر صحابہ کرام) کا گمان یہ تھا کہ وہ جنت کی طرف بلا رہے ہیں اور وہ مجتہد تھے، ان پر اس مسئلے میں اپنے افہام (اجتھادی سوچ) کی پیروی کرنے کی وجہ سے کوئی بھی ملامت نہیں۔ یہاں جنت کی طرف بلانے سے مراد جنت کے اسباب کی طرف بلانا ہے وہ یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت کریں کیونکہ اس وقت وہی واجب الاطاعت امام تھے، جبکہ باقی صحابہ اس کے خلاف کی طرف بلا رہے تھے لیکن وہ سارے اس مسئلے میں معذور ہیں (یعنی اللہ کے ہاں ان کا عذر مقبول ہے) (اجتہادی) توجیہ کی وجہ سے۔

جواب نمبر 4:

خاتم المحدثین علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (م 1352ھ) فرماتے ہیں:

اَمَّا قَوْلُهٗ "يَدْعُوْهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ" فَاسْتِيْنَافٌ لِحَالِهٖ مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ وَ قُرَيْشِ الْعَرَبِ وَ إِشَارَةٌ إِلَى الْمَصَائِبِ الَّتِيْ أَتَتْ عَلَيْهِ مِنْ جِهَةِ قُرَيْشٍ وَ تَعْذِيْبِهِمْ وَ اَلْجَاْهُمْ إِيَّاهُ عَلٰى اَنْ يَّكْفُرَ بِرَبِّهٖ فَاَبٰى إِلَّا اَنْ يَّقُوْلَ اَللّٰهُ اَحَدٌ.......... فَهٰذِهٖ حِكَايَةٌ لِّلْقِصَّةِ الْمَاضِيَةِ وَمُنْقَطِعَةٌ عَمَّا قَبْلَهَا لَا إِخْبَارٌ عَنْ حَالِ قَاتِلِهٖ.

فیض الباری شرح صحیح البخاری جلد 2 صفحہ: 52

ترجمہ: يَدْعُوْهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ والا جملہ مستانفہ ہے اور مشرکین و قریش عرب کے حال کو بیان کرنے کے لیے ہے اور وہ مصائب جو قریش کی طرف سے عذاب اور جبر کی صورت میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ پر کیے گئے تھے ان کی طرف اشارہ ہے کہ وہ لوگ عمار رضی اللہ عنہ کو اپنے رب کے ساتھ کفر پر مجبور کرتے تھے اور عمار انکار کرتے ہوئے اللہ احد پکارتے تھے۔ یہ جملہ گزشتہ قصہ کی حکایت کے طور پر منقول ہے اور اپنے ماقبل سے منقطع ہے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے قاتلین کے حال کے ساتھ اس جملے کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

اعتراض6: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سبّ و شتم کرواتے تھے

معترضین اس روایت سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرتے ہیں کہ وہ اور ان کے ساتھی سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتے تھے۔

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَمَرَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ سَعْدًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا التُّرَابِ؟ فَقَالَ: أَمَّا مَا ذَكَرْتُ ثَلَاثًا قَالَهُنَّ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَنْ أَسُبَّهُ، لَأَنْ تَكُونَ لِي وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَهُ، خَلَّفَهُ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: يَا رَسُولَ اللهِ خَلَّفْتَنِي مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى؟ إِلَّا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِي» وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ خَيْبَرَ «لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ» قَالَ فَتَطَاوَلْنَا لَهَا فَقَالَ: «ادْعُوا لِي عَلِيًّا» فَأُتِيَ بِهِ أَرْمَدَ، فَبَصَقَ فِي عَيْنِهِ وَدَفَعَ الرَّايَةَ إِلَيْهِ، فَفَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ، وَلَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: {فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ} دَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ: «اللهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلِي.

صحیح مسلم، رقم الحدیث:6220

ترجمہ: حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر بنایا اور کہا: کہ آپ کو اس سے کیا چیز روکتی ہے کہ آپ ابوتراب (حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو سبّ (تنقید) کریں؟ انہوں نے جواب دیا: جب تک مجھے وہ تین باتیں یاد ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کہی تھیں، میں ہرگز انھیں سبّ نہیں کروں گا۔ ان میں سے کوئی ایک بات بھی میرے لئے ہو تو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ پسند ہو گی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے (اس وقت) کہہ رہے تھے جب آپ ایک غزوہ میں ان کو پیچھے چھوڑ کر جا رہے تھے اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا تھا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں پیچھے چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: "تمھیں یہ پسند نہیں کہ تمھارا میرے ساتھ وہی مقام ہو جو حضرت ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا، مگر یہ کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے۔ اسی طرح خیبر کے دن میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا: اب میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت کرتے ہیں۔ (راوی) کہتے ہیں: پھر ہم اس حوالے سے باتیں کرنے لگے (کہ آج جھنڈا کس کو دیں گے) دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی کو میرے پاس بلاؤ۔ انھیں شدید آنکھ کی بیماری کی حالت میں لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور جھنڈا انھیں عطا فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر خیبر فتح کر دیا۔ اور جب یہ آیت اتری: ہم اپنے بیٹوں کو اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور فرمایا: اے اللہ! یہ میرے گھر والے ہیں۔

جواب نمبر 1:

معترض نے اعتراض اس لیے کیا کہ اس نے لفظ "سبّ" کا صرف کا ایک ہی معنی "گالیاں دینا" سمجھا، جبکہ لفظ "سبّ" کا ایک اور معنی بھی ہے وہ ہے "کسی آدمی کو غلطی پر ٹوکنا، تنقید کرنا، دلائل کے اعتبار سے ایک دوسرے پر رد کرنا"۔ یہاں "سبّ" کا پہلا معنی (گالیاں دینا) مراد نہیں ہے بلکہ دوسرا معنی (کسی آدمی کو غلطی پر ٹوکنا، تنقید کرنا، دلائل کے اعتبار سے ایک دوسرے پر رد کرنا) مراد ہے۔ "سبّ" کا معنی ہر جگہ گالی دینا نہیں ہوتا، اس پر بطور تائید کے کتبِ حدیث سے چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

مثال نمبر 1:

تبوک کے سفر کے بارے میں تفصیلی روایت ہے:

أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ تَبُوكَ فَكَانَ يَجْمَعُ الصَّلَاةَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعاً حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمًا أَخَّرَ الصَّلَاةَ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا ثُمَّ دَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا ثُمَّ قَالَ «إِنَّكُمْ سَتَأْتُونَ غَدًا، إِنْ شَاءَ اللهُ، عَيْنَ تَبُوكَ، وَإِنَّكُمْ لَنْ تَأْتُوهَا حَتَّى يُضْحِيَ النَّهَارُ، فَمَنْ جَاءَهَا مِنْكُمْ فَلَا يَمَسَّ مِنْ مَائِهَا شَيْئًا حَتَّى آتِيَ» فَجِئْنَاهَا وَقَدْ سَبَقَنَا إِلَيْهَا رَجُلَانِ، وَالْعَيْنُ مِثْلُ الشِّرَاكِ تَبِضُّ بِشَيْءٍ مِنْ مَاءٍ، قَالَ فَسَأَلَهُمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «هَلْ مَسِسْتُمَا مِنْ مَائِهَا شَيْئًا؟» قَالَا: نَعَمْ، **فَسَبَّهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**، وَقَالَ لَهُمَا مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَقُولَ. قَالَ: ثُمَّ غَرَفُوا بِأَيْدِيهِمْ مِنَ الْعَيْنِ قَلِيلًا قَلِيلًا، حَتَّى اجْتَمَعَ فِي شَيْءٍ، قَالَ وَغَسَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ، ثُمَّ أَعَادَهُ فِيهَا، "فَجَرَتِ الْعَيْنُ بِمَاءٍ مُنْهَمِرٍ أَوْ قَالَ: غَزِيرٍ -شَكَّ أَبُو عَلِيٍّ أَيُّهُمَا قَالَ- حَتَّى اسْتَقَى النَّاسُ، ثُمَّ قَالَ «يُوشِكُ، يَا مُعَاذُ إِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ، أَنْ تَرَى مَا هَاهُنَا قَدْ مُلِئَ جِنَانًا.

صحیح مسلم، رقم الحدیث: 2281

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تبوک والے سال نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو صورۃ جمع کیا، ظہر اور عصر کو صورۃ اکٹھے اور مغرب وعشاء صورۃ اکٹھے پڑھی، یہاں تک کہ ایک دن نماز کو مؤخر کیا پھر آپ (نماز پڑھنے کے لیے) نکلے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر اکٹھے پڑھی، پھر داخل ہوئے اس کے بعد پھر نکلے، مغرب اور عشاء کو صورۃ اکٹھا پڑھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ کل تم لوگ تبوک کے چشمے پر پہنچو گے ان شاء اللہ اور دن نکلنے سے پہلے نہیں پہنچ سکو گے اور جو کوئی تم میں سے اس چشمے کے پاس جائے، تو جب تک میں نہ آؤں اس چشمہ کے پانی کو ہاتھ نہ لگائے۔ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ پھر ہم اس چشمے پر پہنچے اور ہم سے پہلے وہاں دو آدمی پہنچ گئے تھے۔ چشمہ کے پانی کا یہ حال تھا کہ جوتی کے تسمہ کے برابر ہو گا، وہ بھی آہستہ آہستہ بہہ رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں آدمیوں سے پوچھا: کہ کیا تم نے اس کے پانی میں ہاتھ لگایا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ڈانٹا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سنایا۔ پھر لوگوں نے چلوؤں سے تھوڑا تھوڑا پانی ایک برتن میں جمع کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اور منہ اس میں دھویا، پھر وہ پانی اس چشمہ میں ڈال دیا تو وہ چشمہ جوش مار کر بہنے لگا اور لوگوں نے (اپنے جانوروں اور آدمیوں کو) پانی پلانا شروع کیا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاذ! اگر آپ زندگی رہی تو آپ دیکھیں گے کہ یہاں جو جگہ ہے وہ گھنے باغات سے لہلہا اٹھے گی۔

فائدہ: اس روایت میں الفاظ ہیں جلدی کرنے والے دو افراد کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سبّ) کیا، اب ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں گالیاں دی ہوں گی (اعاذنا اللہ)۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر تنقید کی، انہیں اس غلطی پر ٹوکا۔

مثال نمبر 2:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ سَبَبْتُهُ، فَاجْعَلْ ذٰلِكَ لَهُ قُرْبَةً إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

صحیح البخاری، رقم الحدیث: 6361

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ

اے اللہ! میں نے جس مومن کو بھی سبّ کیا ہو تو اس مومن کے لئے (میرا یہ سب کرنا) قیامت کے دن اپنے تقرب کا ذریعہ بنادے۔

فائدہ: اس حدیث میں بھی لفظ "سبّ" کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو رہی ہے، اب کیا کوئی شخص گمان کر سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو گالی دی تھی۔ العیاذ باللہ، تو یہاں پر "سبّ" سے مراد سخت سست کہنا اور ڈانٹنا مراد ہے۔

مثال نمبر 3:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: اِسْتَبَّ رَجُلَانِ، رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ، قَالَ الْمُسْلِمُ: وَالَّذِي اصْطَفٰى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِيْنَ، فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ: وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْعَالَمِيْنَ، فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهُ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُوْدِيِّ، فَذَهَبَ الْيَهُوْدِيُّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ، فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمَ، فَسَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُخَيِّرُوْنِيْ عَلٰى مُوْسٰى، فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَصْعَقُ مَعَهُمْ، فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيْقُ، فَإِذَا مُوْسٰى بَاطِشٌ جَانِبَ الْعَرْشِ، فَلَا أَدْرِيْ أَكَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِيْ، أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللهُ.

صحیح البخاری، رقم الحدیث: 2411

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دو شخصوں نے جن میں ایک مسلمان تھا اور دوسرا یہودی، دونوں نے ایک دوسرے پر سبّ (تنقید) کی۔ مسلمان نے کہا: اس ذات کی قسم! جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیا والوں پر فضیلت دی۔ یہودی نے کہا: اس ذات کی قسم! جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام جہاں والوں پر فضیلت دی۔ اس پر مسلمان نے یہودی کو طمانچہ مارا۔ وہ یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسلمان کے ساتھ اپنے واقعہ کو بیان کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسلمان کو بلایا اور اس سے واقعہ کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی تفصیل بتادی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد فرمایا: مجھے موسیٰ علیہ السلام پر ترجیح نہ دو۔ لوگ قیامت کے دن بیہوش کر دیئے جائیں گے۔ میں بھی بیہوش ہو جاؤں گا۔ سب سے پہلا شخص بے ہوشی سے ہوش میں آنے والا میں ہوں گا، لیکن میں موسیٰ علیہ السلام کو عرش کا کنارہ پکڑے ہوئے دیکھوں گا۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ کیا موسیٰ علیہ السلام بھی بیہوش ہونے والوں میں تھے اور انہیں مجھ سے پہلے ہوش آگیا؟ یا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان لوگوں میں سے رکھا ہے جن پر بے ہوشی طاری نہیں ہوئی۔

فائدہ: اس روایت میں ان دو جملوں "وَالَّذِي اصْطَفٰى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِيْنَ، فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ: وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْعَالَمِيْنَ" کو "سبّ" سے تعبیر کیا گیا ہے، حالانکہ یہ دلائل کے اعتبار سے ایک دوسرے پر رد کیا جارہا تھا یا تنقید کی جارہی تھی نہ کہ ایک دوسرے کو گالیاں دی جارہی تھی۔

مثال نمبر 4:

أَخْبَرَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ النَّصْرِيُّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ دَعَاهُ إِذْ جَاءَهُ حَاجِبُهُ يَرْفَا فَقَالَ هَلْ لَكَ فِيْ عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ يَسْتَأْذِنُوْنَ فَقَالَ نَعَمْ فَأَدْخِلْهُمْ فَلَبِثَ قَلِيْلًا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ هَلْ لَكَ فِيْ عَبَّاسٍ وَّعَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَسْتَأْذِنَانِ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا دَخَلَا قَالَ عَبَّاسٌ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ هٰذَا وَهُمَا يَخْتَصِمَانِ فِي الَّذِيْ أَفَاءَ اللهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَنِي النَّضِيْرِ **فَاسْتَبَّ عَلِيٌّ وَعَبَّاسٌ** فَقَالَ الرَّهْطُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ فَقَالَ عُمَرُ اتَّئِدُوْا أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ الَّذِيْ بِإِذْنِهِ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ نَفْسَهُ قَالُوْا قَدْ قَالَ ذٰلِكَ فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلٰى عَبَّاسٍ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَقَالَ أَنْشُدُكُمَا بِاللهِ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ قَالَا نَعَمْ.

صحیح البخاری، رقم الحدیث: 4033

ترجمہ: حضرت مالک بن اوس بن حدثان نصری نے خبر دی کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں بلایا تھا۔ وہ بھی امیر المؤمنین کی خدمت میں موجود تھے کہ امیر المؤمنین کے چوکیدار یرفاء آئے اور عرض کیا کہ حضرت عثمان بن عفان اور عبدالرحمٰن بن عوف، زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم اجمعین اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں؟ امیر المؤمنین نے فرمایا: کہ انہیں اندر بلالو۔ تھوڑی دیر بعد یرفاء پھر آئے اور عرض کیا عباس اور علی رضی اللہ عنہما بھی اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: کہ ہاں انہیں بھی بلالو، جب یہ بھی دونوں حضرات اندر تشریف لے آئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: امیر المؤمنین! میرا اور ان (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کا فیصلہ فرمادیں۔ وہ دونوں مباحثہ کر رہے تھے اس مال کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنو نضیر سے فئے کے طور پر دیا تھا۔ وہاں پر حضرت علی اور عباس رضی اللہ عنہما نے ایک دوسرے سے سخت الفاظ میں بات کی۔ تو ایک جماعت نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ ان دونوں حضرات کا فیصلہ فرما دیں تاکہ دونوں میں کوئی نزاع باقی نہ رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ذرا ٹھہریے۔ میں آپ لوگوں سے اس اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے آسمان وزمین قائم ہیں، کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے اور ہماری وراثت تقسیم نہیں ہوتی۔ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اپنی ذات تھی۔ وہاں موجود لوگوں نے کہا: جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ عباس اور علی رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے کہا: میں آپ دونوں سے بھی اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا آپ کو بھی معلوم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی؟ ان دونوں حضرات نے بھی کہا: جی ہاں۔

فائدہ: " فَاسْتَبَّ عَلِيٌّ وَعَبَّاس " حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے ایک دوسرے پر (سبّ) کیا یعنی ایک دوسرے کے موقف کے حوالے سے تنقید کی، کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ نے ایک دوسرے کو گالیاں دیں ہوں گی؟ تو کیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا (یعنی باپ) کو گالیاں دے رہے تھے؟ العیاذ اللہ۔

خلاصہ یہ ہے کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے یہ کہنا چاہتے تھے کہ آپ یہ موقف بیان کریں کہ قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کے حوالے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا اجتہاد ٹھیک نہیں ہے اور علی رضی اللہ عنہ پر رد کریں تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل بتائے کہ میں ان فضائل کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اجتہاد پر رد نہیں کر سکتا۔ اسی بات کی محدثین کرام رحمہم اللہ نے صراحت فرمائی ہے۔

:1 علامہ محی الدین ابوزکریا یحیٰی بن شرف النووی رحمہ اللہ (المتوفی: 676ھ) فرماتے ہیں:

قَالُوْا وَ يَحْتَمِلُ تَاوِيْلًا اٰخَرَ أَنَّ مَعَنَاهُ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تُخَطِّئَهُ فِيْ رَأْيِهِ وَاجْتِهَادِهِ، وَتُظْهَرُ لِلنَّاسِ حُسْنَ رَأْيِنَا وَاجْتِهَادِنَا، وَأَنَّهُ أَخْطَأَ؟

شرح مسلم للنووی، ج15 ص175، 176

ترجمہ: محدثین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ یہ قول ایک اور تاویل کا بھی احتمال رکھتا ہے کہ اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا امیر معاویہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا: کہ کیا بات ہے کہ آپ علی رضی اللہ عنہ کے رائے اور اجتہاد کو خطا قرار نہیں دیتے؟ اور لوگوں کے سامنے ہماری رائے اور اجتہاد کا درست ہونا ظاہر نہیں کرتے اور کیوں بیان نہیں کرتے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجتہد مخطی ہیں؟

:2 شیخ محمد طاہر پٹنی رحمہ اللہ (المتوفی: 986ھ) لکھتے ہیں:

اَلْمَعْنٰى مَا مَنَعَكَ أَنْ تُخَطِّئَهُ فِيْ اِجْتِهَادِهٖ وَ تَظْهَرُ لِلنَّاسِ حُسْنَ اِجْتِهَادِنَا.

مجمع بحار الانوار ج2 ص83

ترجمہ: مطلب یہ ہے کہ آپ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اجتہاد میں مخطی قرار دینے اور ہمارے اجتہاد کی درستگی لوگوں کے سامنے ظاہر کرنے کے بارے میں کس چیز نے منع کیا؟

جواب نمبر2:

علامہ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (المتوفی:676ھ) فرماتے ہیں:

فَقَوْلُ مُعَاوِيَةَ هٰذَا لَيْسَ فِيهِ تَصْرِيحٌ بِأَنَّهُ أَمَرَ سَعْدًا بِسَبِّهِ ، وَإِنَّمَا سَأَلَهُ عَنِ السَّبَبِ الْمَانِعِ لَهُ مِنَ السَّبِّ ، كَأَنَّهُ يَقُولُ : هَلْ اِمْتَنَعْتَ تَوَرُّعاً ، أَوْ خَوْفاً ، أَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ ، فَإِنْ كَانَ تَوَرُّعًا وَإِجْلَالًا لَهُ عَنِ السَّبِّ فَأَنْتَ مُصِيبٌ مُحْسِنٌ ، وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَلَهُ جَوَابٌ آخَرَ وَلَعَلَّ سَعْدًا قَدْ كَانَ فِي طَائِفَةٍ يَسُبُّونَ فَلَمْ يَسُبَّ مَعَهُمْ ، وَعَجِزَ عَنِ الْإِنْكَارِ ، وَأَنْكَرَ عَلَيْهِمْ ، فَسَأَلَهُ هٰذَا السُّؤَالَ.

المنہاج شرح صحیح مسلم للنووی، ج15 ص175

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس فرمان میں کوئی صراحت نہیں ہیں کہ انہوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو برا بھلا بولنے کا حکم دیا تھا بلکہ پوچھا تھا کہ آپ تنقید کیوں نہیں کرتے؟ گویا کہ وہ یہ پوچھ رہے کہ آپ احتیاطا حضرت علی رضی اللہ کے زہد و تقوی کی وجہ سے تنقید نہیں کرتے یا خوف اور ڈر کی وجہ سے تنقید نہیں کرتے یا اس کے علاوہ کوئی اور وجہ ہے؟ اگر آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زہد و تقوی اور بزرگی کی وجہ سے تنقید نہیں کرتے تو آپ درست اور اچھا کرنے والے ہیں، اور اگر یہ وجہ نہیں ہے تو پھر دوسرا جواب ہو گا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے درمیان میں رہتے ہوں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تنقید کر رہے تھے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ ایسے لوگوں کے ساتھ رہنے کے باوجود حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تنقید نہیں کر رہے تھے اور ان پر رد کرنے سے عاجز تھے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس لیے یہ سوال کر لیا ہو۔

جواب نمبر3:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے قائل تھے، ان کے باہمی محبت کے تعلقات تھے، وہ کیسے ان پر لعن طعن کر سکتے تھے یا کرواسکتے تھے؟ باہمی الفت و محبت پر چند دلائل ملاحظہ ہوں:

1: حافظ ابوالقاسم علی بن ابی محمد الحسن بن ہبیۃ اللہ المعروف ابن عساکر رحمہ اللہ (المتوفی: 571ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ أَبُوْ مُسْلِمِ الْخَوْلَانِيُّ وَجَمَاعَةٌ لِمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنْتَ تُنَازِعُ عَلِيًّا أَمْ أَنْتَ مِثْلُهُ؟ فَقَالَ: لَا وَاللهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّ عَلِيًّا أَفْضَلَ مِنِّيْ وَأَحَقَّ بِالْأَمْرِ وَلٰكِنْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ عُثْمَانَ قُتِلَ مَظْلُوْمًا وَأَنَا ابْنُ عَمِّهِ وَإِنَّمَا أَطْلُبُ بِدَمِهِ فَأْتُوْا عَلِيًّا فَقُوْلُوْا لَهُ: فَلْيَدْفَعْ إِلَيَّ قَتَلَةَ عُثْمَانَ وَأُسَلِّمُ لَهُ.

تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر (مخطوطہ) ج6 ص710 تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان

ترجمہ: حضرت ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور عرض کی: آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خلافت کے معاملے میں کیوں جھگڑتے ہیں؟ کیا آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے ہیں؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسی بات نہیں۔ اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ سے افضل ہیں اور خلافت کے زیادہ حقدار ہیں لیکن آپ نہیں جانتے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ظلماً قتل کر دیا گیا؟ اور میں اُن کا چچازاد ہوں اور ان کے قصاص کا مطالبہ کر رہا ہوں آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ قاتلین عثمان کو میرے حوالے کر دیں اور میں یہاں کا نظام ان کے سپرد کر دوں گا۔

فائدہ: امام شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذھبی رحمہ اللہ (المتوفی:748ھ) نے تاریخ الاسلام، ج3 ص540، سیر اعلام النبلاء ج

3 ص 93 میں یہی روایت نقل کی ہے۔

:2 امام حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

كَتَبَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَيْهِ: وَاللهِ لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ وَتَرْجِعْ إِلَى بِلَادِكَ يَا لَعِينُ لَأَصْطَلِحَنَّ أَنَا وَابْنُ عَمِّي عَلَيْكَ وَلَأُخْرِجَنَّكَ مِنْ جَمِيعِ بِلَادِكَ وَلَأُضَيِّقَنَّ عَلَيْكَ الْأَرْضَ بِمَا رَحُبَتْ. فَعِنْدَ ذٰلِكَ خَافَ مَلِكُ الرُّوْمِ وَانْكَفَّ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر، تحت ترجمۃ معاویۃ رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے رومی بادشاہ کو خط لکھا کہ اے لعنتی انسان! اگر تو اپنی گندی عادتوں سے باز نہ آیا اور اپنے ملک کی طرف واپس نہ گیا تو میں تیرے خلاف اپنے چچازاد (علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) سے صلح کر لوں گا اور تجھے یہاں سے نکال دوں گا اور زمین کو وسعت کے باوجود تیرے اوپر تنگ کر دوں گا۔ اس بات سے رومی بادشاہ خوف زدہ ہوا اور باز آ گیا۔

فائدہ: یہ جملے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس وقت شاہ روم کو لکھ کر بھیجے تھے جب حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جنگ صفین ہوئی اور ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا تھا، تو انہی دنوں میں شاہ روم نے ان حضرات کے جنگی حالات کو دیکھتے ہوئے اہل اسلام پر حملہ کر دینے کی تیاری کی اور موقع کو غنیمت سمجھا اور مسلمانوں پر حملہ کے لیے ایک عظیم لشکر جمع کیا، جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے شاہ روم کو یہ خط لکھا جس میں مذکورہ بالا تحریر تھی۔

:3 حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (المتوفی:774ھ) لکھتے ہیں:

لَمَّا جَاءَ خَبَرُ قَتْلِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَى مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ جَعَلَ يَبْكِيْ فَقَالَتْ لَهُ اِمْرَأَتُهُ: أَتَبْكِيْهِ وَقَدْ قَاتَلْتَهُ؟ فَقَالَ وَيْحَكِ! إِنَّكِ لَا تَدْرِيْنَ مَا فَقَدَ النَّاسُ مِنَ الْفَضْلِ وَالْفِقْهِ وَالْعِلْمِ.

البدایہ والنھایہ، ج 8 ص 130 تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان

ترجمہ: جب حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ملی تو آپ بے ساختہ رونے لگے۔ ان کی بیوی ان کے پاس موجود تھیں وہ کہنے لگیں کہ آپ علی المرتضی کے ساتھ جنگ کرتے رہے اور اب رونے لگے ہیں؟ تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ کو فرمایا: کہ تجھ پر افسوس ہے کہ تو نہیں جانتی کہ (حضرت علی رضی اللہ کی وفات سے) اہل اسلام کا فضیلت، فقہ اور علم میں کس قدر نقصان ہوا ہے۔

اعتراض 7: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا خود کو حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے خلافت کا زیادہ حقدار سمجھنا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ وَنَوْسَاتُهَا تَنْطُفُ، قُلْتُ: قَدْ كَانَ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ مَا تَرَيْنَ فَلَمْ يُجْعَلْ لِي مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ، فَقَالَتْ: الْحَقْ فَإِنَّهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ وَأَخْشَى أَنْ يَكُونَ فِي احْتِبَاسِكَ عَنْهُمْ فُرْقَةٌ، فَلَمْ تَدَعْهُ حَتَّى ذَهَبَ فَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ خَطَبَ مُعَاوِيَةُ، قَالَ: مَنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَتَكَلَّمَ فِي هَذَا الْأَمْرِ فَلْيُطْلِعْ لَنَا قَرْنَهُ فَلَنَحْنُ أَحَقُّ بِهِ مِنْهُ وَمِنْ أَبِيهِ، قَالَ حَبِيبُ بْنُ مَسْلَمَةَ: فَهَلَّا أَجَبْتَهُ، قَالَ عَبْدُ اللهِ: فَحَلَلْتُ حُبْوَتِي وَهَمَمْتُ أَنْ أَقُولَ أَحَقُّ بِهَذَا الْأَمْرِ مِنْكَ مَنْ قَاتَلَكَ وَأَبَاكَ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَخَشِيتُ أَنْ أَقُولَ كَلِمَةً تُفَرِّقُ بَيْنَ الْجَمْعِ وَتَسْفِكُ الدَّمَ وَيُحْمَلُ عَنِّي غَيْرُ ذَلِكَ، فَذَكَرْتُ مَا أَعَدَّ اللهُ فِي الْجِنَانِ، قَالَ حَبِيبٌ: حُفِظْتَ وَعُصِمْتَ.

صحیح البخاری، رقم الحدیث: 4108

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما کے پاس گیا تو ان کے سر کے بالوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ تم دیکھتی نہیں ہو کہ لوگوں نے کیا کیا اور مجھے تو حکومت میں سے کچھ نہیں ملی۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کہ مسلمانوں کے مجمع میں جاؤ لوگ تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا موقع پر نہ پہنچنا مزید تفرق کا سبب بن جائے۔ آخر حفصہ رضی اللہ عنہا کے اصرار پر حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہما گئے۔ پھر جب لوگ وہاں سے چلے گئے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور کہا: کہ جو اس مسئلہ پر گفتگو کرنا چاہتا ہے وہ ذرا اپنا سر تو اٹھائے۔ یقیناً ہم اس سے اور اس کے باپ سے زیادہ خلافت کے حقدار ہیں۔ حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس پر کہا کہ آپ نے وہیں اس کا جواب کیوں نہیں دیا؟ تو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: کہ میں نے اسی وقت اپنے لنگی کھولی (یہ کنایہ ہے اس بات سے کہ میں جواب دینے کے لیے تیار ہوا) اور میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ ان سے کہوں کہ تم سے زیادہ خلافت کا حقدار وہ ہے جس نے تم سے اور تمہارے باپ سے اسلام کے خاطر جنگ کی تھی۔ لیکن پھر میں نے یہ بات چھوڑ دی اس خدشہ کے پیش نظر کہ کہیں میری اس بات سے مسلمانوں میں اختلاف بڑھ نہ جائے اور خون خرابہ نہ ہو جائے اور میری بات کا مطلب میری منشا کے خلاف غلط نہ لیا جانے لگے۔ اس کے بجائے مجھے جنت کی وہ نعمتیں یاد آ گئیں جو اللہ تعالیٰ نے (صابرین) کے لیے جنت میں تیار کر رکھی ہیں۔ حبیب ابن ابی مسلم نے کہا: آپ محفوظ رہے اور مصیبت سے بچا لیے گئے۔

جواب نمبر 1:

اس حدیث میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ "فَلَنَحْنُ أَحَقُّ بِهِ مِنْهُ وَمِنْ أَبِيهِ "یقیناً ہم اس معاملہ میں اس سے اور اس کے باپ سے زیادہ حقدار ہیں۔ اس جملہ سے کون مراد ہے؟ اس بارے میں اختلاف ہے، راجح قول یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمومی طور پر یہ بات فرمائی ہے کسی کی تخصیص نہیں کی، اس لیے کہ ایک تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ کے الفاظ عام ہیں دوسرا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوئی اختلاف نہیں تھا تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ انہیں کیوں مراد لیتے۔ لہٰذا جب تک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اپنے الفاظ میں صراحت نہ ملے ہم دوسرے کی وضاحت پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر کوئی الزام نہیں لگا سکتے۔

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (المتوفی: 852ھ) فرماتے ہیں:

قِيلَ أَرَادَ عَلِيًّا وَعَرَّضَ بِالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَقِيلَ أَرَادَ عُمَرَ وَعَرَّضَ بِابْنِهِ عَبْدَ اللهِ وَفِيهِ بَعِيدٌ لِأَنَّ مُعَاوِيَةَ كَانَ يُبَالِغُ فِي تَعْظِيمِ عُمَرَ.

فتح الباری شرح صحیح البخاری ج7 ص404

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ حضرت معاویہ کی مراد حضرت علی تھے اور انہوں نے حضرت حسن اور حسین پر تعریض کی۔ یہ بھی قول ہے کہ ان کی مراد حضرت عمر تھے اور انہوں نے ان کے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمر پر چوٹ کی، مگر یہ احتمال بعید ہے کیوں کہ حضرت معاویہ تو حضرت عمر کی بہت زیادہ تعظیم کرتے تھے۔

سوال:

بالفرض حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مراد حضرت حسن و حسین یا ابن عمر رضی اللہ عنہما ہوں بھی تو ان حضرات کے مناقب جاننے کے باوجود خود کو ان حضرات سے زیادہ خلافت کا حقدار کیسے کہہ رہے ہیں؟

جواب:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اجتہادی رائے یہ تھی کہ معاملہ خلافت میں قوت، تدبیر اور فہم میں بالاتر شخص کو ترجیح حاصل ہے اس شخص پر جو عبادت، زہد اور قبول اسلام میں سبقت کرنے والا ہو۔

علامہ حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (المتوفی: 852ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ رَأْيُ مُعَاوِيَةَ فِي الْخِلَافَةِ تَقْدِيمَ الْفَاضِلِ فِي الْقُوَّةِ وَالرَّأْيِ وَالْمَعْرِفَةِ عَلَى الْفَاضِلِ فِي السَّبْقِ إِلَى الْإِسْلَامِ وَالدِّينِ وَالْعِبَادَةِ فَلِهَذَا أَطْلَقَ أَنَّهُ أَحَقُّ وَرَأْيُ ابْنِ عُمَرَ بِخِلَافِ ذَلِكَ.

فتح الباری شرح صحیح البخاری ج7 ص404

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی معاملہ خلافت میں رائے یہ تھی کہ قوت، تدبیر اور فہم سے بالاتر شخص کو اس شخص پر جو عبادت، زہد اور قبول اسلام میں سبقت کرنے والا ہو پر ترجیح حاصل ہے۔

فائدہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کو خود سے افضل سمجھتے تھے:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خود سے افضل اور خلافت کا زیادہ حقدار سمجھتے تھے۔

امام الجرح والتعدیل شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ أَبُو مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيُّ وَجَمَاعَةٌ لِمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنْتَ تُنَازِعُ عَلِيًّا أَمْ أَنْتَ مِثْلُهُ؟ فَقَالَ: لَا وَاللهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّ عَلِيًّا أَفْضَلُ مِنِّي وَأَحَقُّ بِالْأَمْرِ وَلَكِنْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ عُثْمَانَ قُتِلَ مَظْلُومًا وَأَنَا ابْنُ عَمِّهِ وَإِنَّمَا أَطْلُبُ بِدَمِهِ فَأْتُوا عَلِيًّا فَقُولُوا لَهُ: فَلْيَدْفَعْ إِلَيَّ قَتَلَةَ عُثْمَانَ وَأُسَلِّمُ لَهُ.

تاریخ الاسلام للذہبی، ج3 ص540

ترجمہ: حضرت ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور عرض کی: آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خلافت کے معاملے میں کیوں جھگڑتے ہیں؟ کیا آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے ہیں؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسی بات نہیں۔ اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ سے افضل ہیں اور خلافت کے زیادہ حقدار ہیں لیکن آپ نہیں جانتے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ظلماً قتل کر دیا گیا؟ اور میں اُن کا چچازاد ہوں اور ان کے قصاص کا مطالبہ کر رہا ہوں آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ قاتلین عثمان کو میرے حوالے کر دیں اور میں یہاں کا نظام ان کے سپرد کر دوں گا۔

جواب نمبر 2:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی یہ گفتگو جنگ صفین کے بعد ہونے والی تحکیم کے موقع پر ہوئی تھی، اس سے معلوم ہوا حدیث مذکور

میں جس اجتماع کا ذکر ہے اس سے مراد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ و حضرت علی اللہ عنہ کے مابین تحکیم کا واقعہ ہے۔ تو یہاں امر سے مراد امر خلافت نہیں ہے بلکہ امر قصاصِ دمِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہے، اس لیے کہ "الامر" کے لفظ سے ہر جگہ "خلافت" مراد نہیں ہوتی اور یہاں بھی یہی بات ہے کہ خلافت کے معنی میں نہیں ہے کیونکہ تحکیم کا واقعہ بتا رہا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کس معاملے کے بارے میں خود کو سب سے زیادہ حق دار بتا رہے تھے اور وہ معاملہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص کا تھا۔ اس معاملہ کے بارے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بات کہی کہ میں ہر بولنے والے اور اس کے باپ سے اس معاملے میں زیادہ حق دار ہوں یعنی خون عثمان کے مطالبہ کے بارے میں نہ کہ خلافت کے معاملہ میں۔ یہ بات درست بھی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ قاتلین عثمان سے قصاص کے مطالبہ میں سب سے زیادہ حق دار تھے۔

حافظ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ العینی الحنفی رحمہ اللہ (المتوفی: 855ھ) فرماتے ہیں:

فَإِنَّهُ وَلِيُّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَالْمَطَالِبُ بِدَمِهِ وَهُوَ اَحَقُّ النَّاسِ.

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج17 ص185

ترجمہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ولی تھے اور اس وجہ سے تمام لوگوں میں سے زیادہ حقدار وہی تھے۔

شبہ:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس جملہ فَلَنَحْنُ أَحَقُّ بِهِ مِنْهُ وَمِنْ أَبِيهِ میں ان (حضرات حسنین کریمین یا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے باپ کا ذکر کیوں کیا؟

جواب:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ جملہ حقیقت پر محمول نہیں بلکہ بطور مبالغہ کے تھا۔ اس لیے کہ اہل عرب عموما بات میں مبالغہ پیدا کرنے کے لیے کسی شخص کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کے باپ کا یا اس کے دادا کا بھی ساتھ ذکر کر دیتے ہیں۔ جیسے کہتے ہیں:

فلانٌ اَفْضَلُ مِنْكَ وَمِنْ اَبِيْكَ.

یعنی فلان تم سے تمہارے باپ سے افضل ہے۔

مثال:

ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا آپ فقیہ نہیں ہیں تو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: وَاللهِ لَأَنَا أَفْقَهُ مِنْكَ وَمِنْ أَبِيْكَ.

انساب الاشراف للبلاذری، ج4 ص54

ترجمہ: اللہ کی قسم! میں تم سے اور تمہارے باپ سے بھی زیادہ فقیہ ہوں۔

یہاں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے باپ سے حقیقت مراد نہیں لی ہے۔ بلکہ بطور مبالغہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے والد کا نام لیا ہے ورنہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ وہ خود کو مبشر بالجنۃ صحابی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی بڑا فقیہ کہیں۔

اعتراض 8: شراب پینے کا اعتراض

معترضین درج ذیل روایت سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرتے ہیں کہ وہ شراب پیتے تھے۔ العیاذ باللہ!

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَأَبِي عَلَى مُعَاوِيَةَ فَأَجْلَسَنَا عَلَى الْفُرُشِ ثُمَّ أُتِينَا بِالطَّعَامِ فَأَكَلْنَا ثُمَّ أُتِينَا بِالشَّرَابِ فَشَرِبَ مُعَاوِيَةُ، ثُمَّ نَاوَلَ أَبِي ثُمَّ قَالَ: مَا شَرِبْتُهُ مُنْذُ حَرَّمَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ مُعَاوِيَةُ: كُنْتُ أَجْمَلَ شَبَابِ قُرَيْشٍ وَأَجْوَدَهُ ثَغْرًا وَمَا شَيْءٌ كُنْتُ أَجِدُ لَهُ لَذَّةً كَمَا كُنْتُ أَجِدُهُ وَأَنَا شَابٌّ غَيْرَ اللَّبَنِ أَوْ إِنْسَانٍ حَسَنِ الْحَدِيثِ يُحَدِّثُنِي.

مسند احمد، رقم الحدیث: 23329

ترجمہ: سیدنا عبد اللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اور میرے باپ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، انہوں نے ہمیں بچھونوں پر بٹھایا اور کھانا کھلایا، پھر ہمارے پاس ایک مشروب لایا گیا، سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وہ پیا اور میرے ابا جان کو پکڑا دیا۔ پھر انہوں نے (یعنی معاویہ نے کہا): جب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (نشہ آور شراب کو) حرام قرار دیا ہے میں نے اس وقت سے اسے نہیں پیا، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں قریش میں سے سب سے زیادہ صاحب جمال ہوں اور سب سے عمدہ دانتوں والا ہوں، جب میں جوان تھا تو کوئی چیز ایسی نہیں تھی جس کو میں لذت حاصل کرنے کے لیے استعمال کرتا تھا سوائے دودھ کے اور وہ انسان بھی مجھے بڑا اچھا لگتا ہے جو مجھ سے اچھے انداز میں بات کرتا ہے۔

جواب نمبر 1:

اس روایت کی سند پر کلام ہے، اس لیے کہ اس روایت کی سند میں ایک راوی ہے حسین بن واقد مروزی، اس کے متعلق ائمہ جرح وتعدیل فرماتے ہیں کہ اس کی احادیث قبول نہ کی جائیں۔ چنانچہ چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

1: امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (المتوفی: 241ھ) فرماتے ہیں:

عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ الَّذِي رَوَاهُ عَنْهُ حُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ مَا أَنْكَرَهَا.

العلل ومعرفۃ الرجال لاحمد بن حنبل ج 1 ص 6

ترجمہ: عبد اللہ بن بریدہ سے جو روایات حسین بن واقد بیان کرتا ہے کتنی ہی منکر ہیں! (بہت زیادہ منکر ہیں)

2: علامہ ابو جعفر محمد بن عمرو بن موسی العقیلی رحمہ اللہ (المتوفی: 322ھ) لکھتے ہیں:

ذَكَرَ أَبُو عَبْدِ اللهِ حُسَيْنَ بْنَ وَاقِدٍ فَقَالَ وَأَحَادِيثُ حُسَيْنٍ مَّا أَرَى أَيُّ شَيْءٍ هِيَ وَنَفَضَ يَدَهُ.

الضعفاء الکبیر للعقیلی ج 1 ص 251

ترجمہ: امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ نے حسین بن واقد کا ذکر کیا تو فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں کہ حسین کی احادیث کیا چیز ہیں؟ اور اپنا ہاتھ جھاڑا۔

3: علامہ شمس الدین ابو عبد للہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (المتوفی: 748ھ) فرماتے ہیں:

وَاسْتَنْكَرَ أَحْمَدُ بَعْضَ حَدِيثِهِ.

میزان الاعتدال لذہبی ج 1 ص 549

ترجمہ: امام احمد بن حنبل رحمہ للہ نے اس کی احادیث کو منکر کہا ہے۔

4: علامہ حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (المتوفی: 852ھ) فرماتے ہیں:

رُبَمَا أَخْطَأَ فِي الرِّوَايَاتِ قَالَ أَحْمَدُ فِي أَحَادِيثِهِ زِيَادَةٌ مَا أَدْرِي أَيُّ شَيْءٍ هِيَ؟ وَنَفَضَ يَدَهُ.

تہذیب التہذیب ج2ص374

ترجمہ: بسا اوقات روایات میں غلطی کر جاتا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ اس کی احادیث میں زیادتی پائی جاتی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ یہ کیا چیز ہے؟ اور انہوں نے اپنا ہاتھ جھاڑ دیا۔

مذکورہ بالا روایت کے راوی حسین بن واقد مروزی پر ائمہ جرح وتعدیل کی ان جروحات کی روشنی میں یہ روایت قابل اعتبار نہیں ہے۔

جواب نمبر2:

اس روایت میں غور کریں تو اس کا مفہوم بھی بظاہر متعارض نظر آتا ہے کیونکہ لفظ "ثُمَّ نَاوَلَ أَبِي" کے بعد ثُمَّ قَالَ " ہے۔ اس "قَالَ" کا فاعل اگر لفظ "أَبِي" کو بنایا جائے تو "ثُمَّ قَالَ" کے بجائے نحوی اعتبار سے "فَقَالَ" ہونا چاہیے۔ اور اگر "ثُمَّ قَالَ" کا فاعل امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بنایا جائے تو روایت کا مفہوم باہم متعارض بن جاتا ہے اس وجہ سے کہ ماقبل میں "شَرِبَ مُعَاوِيَة" موجود ہے تو پھر یہ کہنا کہ " مَا شَرِبْهُ مُنْذُ حَرَّمَهٗ رَسُوْلُ اللهِ" اس سے مفہوم بالکل متعارض نظر آتا ہے۔

اس لیے زیر بحث روایت کے متن اور مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت (جو جواب نمبر3 میں آرہی ہے) میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ "ثُمَّ قَالَ مَا شَرِبْتُ مُنْذُ حَرَّمَهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " کے کلمات راوی کا ادراج ہیں۔ اس پر قرینہ اگلی روایت ہے۔ ان کلمات کو متن حدیث سے الگ کر لیا جائے تو روایت میں کوئی اشکال باقی نہیں رہتا اور مفہوم بالکل واضح ہو جاتا ہے۔

جواب نمبر3:

یہی واقعہ مصنف ابن ابی شیبہ میں دیگر الفاظ کے ساتھ اس طرح مذکور ہے، اسے دیکھ لینا چاہیے، وہ روایت ملاحظہ ہو:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ : قَالَ : دَخَلْتُ أَنَا وَأَبِي عَلَى مُعَاوِيَةَ ، فَأَجْلَسَ أَبِي عَلَى السَّرِيرِ وَأَتَى بِالطَّعَامِ فَأَطْعَمْنَا ، وَأَتَى بِشَرَابٍ فَشَرِبَ. فَقَالَ مُعَاوِيَةُ : مَا شَيْءٌ كُنْتُ أَسْتَلِذُّهٗ وَأَنَا شَابٌّ فَآخُذُهُ الْيَوْمَ إِلَّا اللَّبَنَ. فَإِنِّي آخُذُهٗ كَمَا كُنْتُ آخُذُهٗ قَبْلَ الْيَوْمِ.

مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث:30560

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن بریدہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں اور میرے والد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے میرے والد کو چارپائی پر بٹھایا پھر کھانا لایا گیا، ہم نے کھایا اور پھر مشروب لایا گیا پھر (معاویہ رضی اللہ عنہ) نے پیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ مجھے جوانی میں بھی دودھ سے زیادہ کوئی چیز لذت والی محسوس نہیں ہوتی تھی آج بھی میں دودھ ہی استعمال کر رہا ہوں جیسا کہ آج سے پہلے بھی میں دودھ استعمال کرتا تھا۔

فائدہ: مصنف ابن ابی شیبہ کی اس روایت میں اسی صحابی کا واقعہ موجود ہے اور اس مشروب کی وضاحت بھی ہے کہ وہ دودھ تھا، سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے اتنے واضح الفاظ اور صراحت کہ "فَآخُذُهُ الْيَوْمَ إِلَّا اللَّبَنَ" (میں آج کے دن بھی دودھ ہی پی رہا ہوں) کے آجانے کے بعد صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ الزام کیسے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ شراب پیتے تھے، العیاذ باللہ۔

جواب نمبر4:

ایسے صحابی جن سے شراب کی حرمت پر روایات منقول ہوں ان پر اس طرح کا الزام کیسے لگایا جاسکتا ہے؟ ذیل میں دو روایات پیش کی جاتی ہیں:

1: عَنْ يَعْلَى بْنِ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رَحِمَهُ اللهُ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ عَلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ، وَهٰذَا حَدِيثُ الرَّقِّيِّيْنَ.

سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث:3389

ترجمہ: حضرت یعلی بن شداد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے ہیں: کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: کہ ہر نشہ لانے والی چیز ہر مومن پر حرام ہے۔ یہ اہل رَقّہ کی حدیث ہے۔

فائدہ: ”رَقّہ“ ایک شہر کا نام ہے جو بغداد کے قریب ہے۔

:2 عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُ فَإِنْ عَادَ فَاجْلِدُوْهُ فَإِنْ عَادَ فَاجْلِدُوْهُ فَإِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ فَاقْتُلُوْهُ.

مسند احمد، رقم الحدیث:16246

ترجمہ: حضرت عبد الرحمن بن عبد رحمہ اللہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص شراب پیے تو اسے کوڑے مارے جائیں، اگر دوبارہ پیے تو دوبارہ کوڑے مارو، اور اگر چوتھی مرتبہ پیے تو اسے قتل کر دو۔



اعتراض9: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یزید کو ولی عہد مقرر کرنا

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے یزید کو ولی عہد مقرر کیا جس کی وجہ سے امت کو کئی نقصانات کا سامنا کرنا پڑا۔

جواب:

اس حوالے سے یہاں تین باتیں سمجھ لینا ضروری ہیں:

1: ولی عہد بنانے کی شرعی حیثیت

2: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا یزید کو خلیفہ بنانا صدقِ نیت پر مبنی تھا

3: یزید کے بارے میں اھل السنت والجماعت کا موقف

پہلی بات: ولی عہد بنانے کی شرعی حیثیت:

عموما خلیفہ کا تقرر دو طریقہ سے ہوتا ہے:

نمبر1: خلیفہ کو خود نامزد کر دینا

نمبر2: اہل حل وعقد کا باہمی مشاورت سے طے کرنا

مشہور اسلامی سیاست کے عالم قاضی ابو یعلی الفراء الحنبلی الماوردی رحمہ اللہ (المتوفی: 458ھ) فرماتے ہیں:

وَأَمَّا اِنْعِقَادُ الْإِمَامَةِ بِعَهْدِ مَنْ قَبْلَهُ فَهُوَ مِمَّا انْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ عَلٰی جَوَازِهِ وَوَقَعَ الْاتِّفَاقُ عَلٰی صِحَّتِهِ لِأَمْرَيْنِ عَمِلَ الْمُسْلِمُونَ بِهِمَا وَلَمْ يَتَنَاكَرُوهُمَا. أَحَدُهُمَا أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَهِدَ بِهَا إِلٰی عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَأَثْبَتَ الْمُسْلِمُونَ إِمَامَتَهُ بِعَهْدِهِ وَلَمْ يُنْكِرُوهَا وَالثَّانِي: أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَهِدَ بِهَا إِلٰی أَهْلِ الشُّوریٰ فَقَبِلَتِ الْجَمَاعَةُ دُخُولَهُمْ فِيهَا وَ يَجُوزُ أَنْ يَّعْهَدَ إِلٰی مَنْ يَّنْتَسِبُ إِلَيْهِ بِأُبُوَّةٍ أَوْ بُنُوَّةٍ إِذَا كَانَ الْمَعْهُودُ لَهُ عَلٰی صِفَاتِ الْأَئِمَّةِ لِأَنَّ الْإِمَامَةَ لَا تَنْعَقِدُ لِلْمَعْهُودِ إِلَيْهِ بِنَفْسِ الْعَهْدِ وَ إِنَّمَا تَنْعَقِدُ بِعَهْدِ الْمُسْلِمِينَ وَ التُّهْمَةُ تَنْتَفِي عِنْدَهُ.

الاحکام السطانیۃ: ص9

ترجمہ: سابق امام کا کسی شخص کو امام مقرر کرنے سے خلیفہ کا تقرر ہو جاتا ہے، اس کے جائز ہونے پر تمام امت کا اجماع ہے اور اس کی صحت پر امت متفق ہے، حسب ذیل دو وجہوں کی بنا پر تمام مسلمانوں کا اس پر عمل رہا ہے اور وہ اسے ناجائز نہیں سمجھتے۔ ایک وجہ یہ ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر کیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ کے فرمان کی بنا پر تمام مسلمانوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی امامت کو تسلیم کر لیا اور کسی نے بھی انکار نہیں کیا۔ دوسرے یہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امامت کو اہل شوری کے سپرد کر دیا اور اہل شوری نے اسے قبول کیا۔ خلیفہ کے لئے جائز ہے کہ وہ کسی ایسے شخص کو ولی عہد بنائے جو اس کے ساتھ باپ یا بیٹے کا رشتہ رکھتا ہو۔ بشرطیکہ وہ خلافت کی شرائط کا حامل ہو اس لیے کہ خلافت میں محض ولی عہد بنانے سے منعقد نہیں ہو جاتی، بلکہ مسلمانوں کے قبول کرنے سے منعقد ہو جاتی ہے اور اس وقت ہر تہمت دور ہو جاتی ہے۔

معلوم ہوا کہ ان دونوں طریقوں کی اسلام میں اجازت ہے اور یہ دونوں طریقے دور خلفائے راشدین میں موجود ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خود نامزد کیا تھا اور حضرت ابو بکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما مشاورت سے خلیفہ نامزد ہوئے تھے تو یہ دونوں طریقے جائز ہیں۔ اسلام میں جب دونوں جائز ہیں اور دور خلفاء راشدین میں ان کی مثال بھی موجود ہے تو پھر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ

عنہ پر خود ولی عہد مقرر کرنے کا اعتراض درست نہیں ہے۔

دوسری بات: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا یزید کو خلیفہ بنانا صدقِ نیت پر مبنی تھا:

یہ بات ظاہر ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا یزید کو خلیفہ مقرر کرنا بعد میں امت کے لیے بہتر ثابت نہیں ہوا، لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے جن وجوہ کی بنیاد پر، جن حالات میں اور جن دعاؤں کے ساتھ اپنے بیٹے یزید کو خلیفہ مقرر کیا تھا ان سب سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا ان کو خلیفہ مقرر کرنا صدقِ نیت پر مبنی تھا۔ ذیل میں اس پر چند شواہد پیش کیے جاتے ہیں:

1۔ حضرت معاویہ یزید کو صحابہ سے عبادت میں نہیں، امورِ مملکت میں افضل سمجھتے تھے:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی دیانت دارانہ رائے تھی کہ یزید امورِ مملکت میں بہتر ہے۔

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (المتوفی: 774ھ) فرماتے ہیں:

وَقَدْ عَاتَبَ مُعَاوِيَةَ فِي وِلَايَتِهِ يَزِيدَ، سَعِيدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَطَلَبَ مِنْهُ أَنْ يُوَلِّيَهُ مَكَانَهُ، وَقَالَ لَهُ سَعِيدٌ فِيمَا قَالَ: إِنَّ أَبِي لَمْ يَزَلْ مُعْتَنِيًا بِكَ حَتَّى بَلَغْتَ ذِرْوَةَ الْمَجْدِ وَالشَّرَفِ، وَأَنَا خَيْرٌ مِنْهُ أَبًا وَأُمًّا وَنَفْسًا. فَقَالَ لَهُ: أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ إِحْسَانِ أَبِيكَ إِلَيَّ فَإِنَّهُ أَمْرٌ لَا يُنْكَرُ، وَأَمَّا كَوْنُ أَبِيكَ خَيْرًا مِنْ أَبِيهِ فَحَقٌّ وَأُمُّكَ قُرَشِيَّةٌ وَأُمُّهُ كَلْبِيَّةٌ فَهِيَ خَيْرٌ مِنْهَا. وَأَمَّا كَوْنُكَ خَيْرًا مِنْهُ فَوَاللَّهِ لَوْ مُلِئَتْ إِلَيَّ الْغُوطَةُ رِجَالًا مِثْلَكَ لَكَانَ يَزِيدُ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْكُمْ كُلِّكُمْ.

البدایہ والنہایہ ج8 ص80

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت سعید بن عثمان نے آکر یزید کی ولایت سے حوالے سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو عتاب کیا اور اپنے لیے منصب طلب کیا اور کہا کہ: "(آپ نے یزید کو ولی عہد بنادیا ہے) حالانکہ میرا باپ (اس کے باپ سے) آپ سے بزرگی اور شرافت میں بڑھ کر ہے، اور میں باپ، ماں اور اپنی ذات کے اعتبار سے اس سے بہتر ہوں۔" حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا کہ: جو آپ نے اپنے والد کا مجھ سے بہتر ہونے کا تذکرہ کیا ہے یہ بالکل درست ہے، تمہارے والد کا اس کے والد سے بہتر ہونا برحق ہے، آپ کی والدہ قبیلہ قریش سے ہے اور اس کی والدہ قبیلہ بنو کلب سے ہے تو وہ بھی افضل ہوئیں اور آپ بھی اس سے بہتر ہیں۔ لیکن جہاں تک یزید کا تعلق ہے، اگر ساری جماعت تم جیسے آدمیوں سے بھر جائے تو بھی یزید (امور مملکت میں مہارت کے اعتبار سے) تم سے بہتر اور زیادہ محبوب ہو گا۔

فائدہ: اگر یہ کہا جائے کہ یزید اہل نہیں تھا تو اہلیت کی بنیاد صرف تقویٰ اور پرہیز گاری تو نہیں ہے اہلیت کے لئے سیاسی نظام کا بھی معلوم ہونا ضروری ہے اور یہی صلاحیت یزید میں موجود تھی اگرچہ تقویٰ میں صحابہ سے بہت کم درجہ کے تھے لیکن سیاسی مہارت ان کو حاصل تھی۔

2۔ امت کو خانہ جنگی سے بچانا:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ دیکھ رہے تھے کہ اس وقت حکومت کا دارومدار بنو امیہ اور اہل شام کی طاقت پر ہے اگر خاندان سے باہر کسی افضل شخص کو ولی عہد بنادیا تو یہ امت کے لیے خانہ جنگی کا باعث بنے گا اور بعد کے حالات نے اس خدشے کو بالکل درست ثابت کیا۔ چنانچہ بعد میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو باقی تمام امت مسلمہ نے تو بیعت کرلی لیکن اموی امراء نے بیعت نہ کی اور ان کے خلاف تلوار نکالی۔

ابو زید عبد الرحمن بن محمد بن محمد بن خلدون ولی الدین التونسی الحضرمی المالکی المعروف ابن خلدون رحمہ اللہ (المتوفی: 808ھ) لکھتے ہیں:

وَالَّذِي دَعَا مُعَاوِيَةَ لِإِيثَارِ ابْنِهِ يَزِيدَ بِالْعَهْدِ دُونَ مَنْ سِوَاهُ إِنَّمَا هُوَ مُرَاعَاةُ الْمَصْلَحَةِ فِي اجْتِمَاعِ النَّاسِ وَاتِّفَاقِ أَهْوَائِهِمْ بِاتِّفَاقِ أَهْلِ الْحَلِّ وَالْعَقْدِ عَلَيْهِ حِينَئِذٍ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ يَوْمَئِذٍ لَا يَرْضَوْنَ سِوَاهُمْ وَهُمْ عِصَابَةُ قُرَيْشٍ وَأَهْلُ الْمِلَّةِ أَجْمَعَ وَأَهْلُ الْغَلَبِ مِنْهُمْ آثَرَهُ بِذَلِكَ دُونَ غَيْرِهِ مِمَّنْ يُظَنُّ أَنَّهُ أَوْلَى بِهَا.

مقدمہ ابن خلدون تحت الفصل الثلاثون فی ولایۃ العہد

ترجمہ: جو چیز حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دوسروں کی جگہ یزید کو ولی عہد بنانے کا سبب اور محرک بنی وہ اور امت کے اتحاد اور اتفاق کی مصلحت تھی، بنو امیہ کے ارباب حل و عقد اسی پر متفق ہو سکتے تھے، اس وقت وہ اپنے علاوہ کسی اور خلیفہ پر راضی نہیں ہونے تھے۔ وہ قریش کا سب سے مضبوط گروہ تھے اور اہل ملت کی اکثریت انہیں سے تعلق رکھتی تھی۔ اس لئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے گمان کیا کہ یزید باقیوں سے بہتر ہے (امت میں اتحاد و اتفاق بر قرار رکھنے کے لیے)۔

3۔ خطبہ میں یزید کے بارے میں دعا کرنا:

حضرت معاویہ رضی اللہ کا جمعہ کے خطبہ میں منبر پر کھڑے ہو کر یزید کے متعلق اس طرح دعا کرنا آپ کی مخلص ہونے پر کس قدر واضح دلیل ہے۔

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (المتوفی:774ھ) لکھتے ہیں:

وَرُوِيْنَا عَنْ مُعَاوِيَةَ أَنَّهُ قَالَ يَوْمًا فِي خُطْبَتِهِ: اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي وَلَّيْتُهُ لِأَنَّهُ فِيمَا أَرَاهُ أَهْلٌ لِذٰلِكَ فَأَتْمِمْ لَهُ مَا وَلَّيْتُهُ، وَإِنْ كُنْتُ وَلَّيْتُهُ لِأَنِّي أُحِبُّهُ فَلَا تُتْمِمْ لَهُ مَا وَلَّيْتُهُ.

البدایہ والنہایہ ج8 ص80

ترجمہ: اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے ایک دن خطبہ میں کہا: اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے اسے (یزید کو) اس لئے ولی عہد بنالیا ہے کہ وہ میری رائے میں اس کا اہل ہے تو اس ولایت کو اس کے لئے پورا فرمادے، اور اگر میں نے محض اس لئے اس کو ولی عہد بنایا ہے کہ مجھے اس سے محبت ہے (اور میرے نزدیک یہ اہل نہیں ہے) تو اس کی ولایت کو پورا نہ فرما۔

4۔ یزید کا فسق ظاہر نہیں ہوا تھا:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں یزید کا فسق اور فجور اس حد تک ظاہر نہیں ہوا تھا جتنا کہ بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا، جن روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ یزید حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ان حرکتوں کا عادی تھا وہ ضعیف اور درایتاً مشکوک ہیں۔ اگر وہ روایات مان بھی لی جائے تو پھر بھی یزید ولی عہد بننے تک ایسا کھلم کھلا بدکردار نہ تھا کہ اسے ولی عہد بنانے کی سرے سے گنجائش نہیں تھی۔ خصوصا جس وقت یزید کو ولی عہد بنایا جارہا تھا، اس وقت یزید کی شہرت اس حیثیت سے نہیں تھی جس حیثیت سے آج ہے۔ ظاہر ہے اس وقت تو وہ ایک صحابی اور ایک خلیفہ وقت کا صاحبزادہ تھا۔ اس کے ظاہری حالات، نماز و روزہ کی پابندی، اس کی انتظامی صلاحیتوں کی بناء پر یہ رائے قائم کرنے کی پوری گنجائش تھی کہ وہ خلافت کا اہل ہے۔ اسی وجہ سے دیگر جلیل القدر صحابہ اور تابعین بھی یہی رائے رکھتے تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی یہی رائے تھی۔

ابو الحسن احمد بن یحییٰ بن جابر بن داؤد البلاذری (المتوفی:279ھ) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ واقعہ نقل کرتے ہیں:

قَالَ عَامِرُ بْنُ مَسْعُودٍ الْجُمَحِيُّ: إِنَّا لَبِمَكَّةَ إِذْ مَرَّ بِنَا بَرِيْدٌ يَنْعٰى مُعَاوِيَةَ. فَنَهَضْنَا إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَهُوَ بِمَكَّةَ وَعِنْدَهُ جَمَاعَةٌ وَقَدْ وُضِعَتِ الْمَائِدَةُ وَلَمْ يُؤْتَ بِالطَّعَامِ فَقُلْنَا لَهُ: يَا أَبَا الْعَبَّاسِ، جَاءَ الْبَرِيْدُ بِمَوْتِ مُعَاوِيَةَ فَوَجَمَ طَوِيْلاً ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ أَوْسِعْ لِمُعَاوِيَةَ، أَمَّا وَاللهِ مَا كَانَ مِثْلُ مَنْ قَبْلَهُ وَلَا يَأْتِي بَعْدَهُ مِثْلُهُ. وَإِنَّ ابْنَهُ يَزِيْدَ لِمَنْ صَالِحِيْ أَهْلِهِ فَالْزِمُوا مَجَالِسَكُمْ وَأَعْطُوا طَاعَتَكُمْ وَبَيْعَتَكُمْ.

انساب الاشراف للبلاذری ص4،3

ترجمہ: حضرت عامر بن مسعود جمحی رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب ایک قاصد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر لے کر آیا تو ہم مکہ مکرمہ میں تھے، ہم اُٹھ کر حضرت ابن عباس کے پاس چلے گئے، وہ بھی مکہ میں تھے، ان کے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے اور دستر خوان لگ چکا تھا، مگر ابھی

تک کھانا نہیں آیا تھا، ہم نے ان سے کہا: کہ اے ابن عباس! قاصد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر لے کر آیا ہے۔ اس پر وہ کافی دیر خاموش بیٹھے رہے، پھر انہوں نے کہا: کہ یا اللہ! حضرت معاویہ کے لئے اپنی رحمت کو وسیع فرمادے، خدا کی قسم! وہ اپنوں سے پہلوں کی طرح نہیں تھے، اور ان کے بعد ان جیسا نہیں آئے گا، اور بلاشبہ ان کا بیٹا یزید ان کے نیک اہل خانہ میں سے ہے، لہذا تم اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہو اور اپنی طاعت اور بیعت اسے دے دو۔

قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ (المتوفی: 1297ھ) لکھتے ہیں:

”جس وقت کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید پلید کو اپنا ولی عہد بنایا تھا تو وہ علانیہ فاسق نہ تھا۔ اگر اس نے کچھ کیا ہو گا تو درپردہ کیا ہو گا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر نہ تھی۔ علاوہ ازیں جہاد میں یزید کا حسن تدبر جیسا کہ اس سے دیکھا گیا مشہور ہے... حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا نظریہ خلافت کے متعلق یہ تھا کہ جس کسی کو مملکت کے انتظام کا سلیقہ دوسروں سے زیادہ ہو اگر اس سے افضل موجود ہوں تو دوسروں سے اس کا خلیفہ بنانا افضل ہے۔ اس بات پر نظر رکھتے ہوئے یزید کو انہوں نے دوسروں سے افضل جانا اور اگر بالفرض افضل نہ بھی جانا تو اس سے زیادہ بات آگے نہیں بڑھتی کہ انہوں نے افضل کو چھوڑ دیا جیسا کہ گزشتہ مقدمات میں واضح ہو گیا کہ افضل کا خلیفہ بنانا افضل ہے نہ کہ واجب لیکن اتنی بات کہ باعث ترک افضل کا ان پر گناہ نہیں تھوپا جاسکتا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ گالم گلوچ سے ہم پیش آئیں اور پھر ہم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار کرتے ہیں کہ افضل اور اولیٰ کو ترک کرنے کے باعث ان جیسے معاملات میں ہم ان کی طرف سے معذرت پیش کریں!“

مکتوبات قاسم العلوم: ص173 تا175

تیسری بات: یزید کے بارے میں اھل السنت والجماعت کا موقف:

اھل السنت والجماعت کا موقف یہ ہے کہ یزید کی حکومت نہ خلافت راشدہ تھی اور نہ ہی خلافت عادلہ۔ نیز یزید کے اپنے عملی فسق سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بری ہیں، یزید فاسق وفاجر تھا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا اور ولی عہد ہونے کی وجہ سے یزید کو صالح نہیں کہہ سکتے۔ یزید کے فسق وفجور کی وجہ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض بھی نہیں کرسکتے۔ اس پر چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

1: صدر الاسلام ابو الیسر محمد بن محمد بن الحسین بن عبد الکریم البزدوی رحمہ اللہ (المتوفی: 483ھ) لکھتے ہیں:

وَ أَمَّا يَزِيْدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ كَانَ ظَالِماً وَلٰكِنْ هَلْ كَانَ كَافِراً تَكَلَّمَ النَّاسُ فِيْهِ بَعْضُهُم كَفَّرُوا لَمَّا حُكِيَ عَنْهُ مِنْ اَسْبَابِ الْكُفْرِ وَبَعْضُهُم لَمْ يُكَفِّرُوهُ وَقَالُوا لَمْ يَصِحَّ مِنْهُ تِلْكَ الْأَسْبَابُ وَلَا حَاجَةَ بِأَحَدٍ إِلىٰ مَعْرِفَةِ حَالِهِ فَإِنَّ اللهَ تَعَالىٰ أَغْنَانَا عَنْ ذٰلِكَ.

اصول الدین ص198

ترجمہ: بہر حال یزید بن معاویہ وہ ظالم تھا۔ لیکن آیا کافر بھی تھا یا نہیں؟ اس بارے میں علماء کرام نے کلام کیا ہے، بعض اس کی تکفیر کرتے ہیں کیونکہ اس کے بارے میں وہ باتیں کہی جاتی ہیں جو کفر کا سبب بن سکتی ہیں اور بعض اس کی تکفیر نہیں کرتے وہ کہتے ہیں کہ یہ باتیں درست نہیں ہیں۔ کسی کو اس کے احوال معلوم کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے بے نیاز کر دیا ہے۔

2: علامہ تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیہ الحرانی الحنبلی رحمہ اللہ (المتوفی: 728ھ) لکھتے ہیں:

و أَمَّا تَرْكُ مُحَبَّتِهِ فَلِأَنَّ الْمَحَبَّةَ الْخَاصَّةَ إِنَّمَا تَكُونُ لِلنَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَلَيْسَ أَحَدًا مِنْهُمْ وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّهُ وَمَنْ آمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ لَا يَخْتَارُ أَنْ يَكُونَ مَعَ يَزِيدَ وَلَا مَعَ أَمْثَالِهِ مِنَ الْمُلُوْكِ الَّذِينَ لَيْسُوا بِعَادِلِيْنَ.

مجموعہ فتاوی ابن تیمیہ ج4 ص484

ترجمہ: یزید سے محبت نہ رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ محبت تو خصوصاً انبیاء کرام، صدیقین، شہداء اور صالحین سے کی جاتی ہے اور یزید کا شمار ان میں سے

کسی میں بھی نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: کہ انسان کا حشر انہی لوگوں کے ساتھ ہو گا جن سے اسے محبت ہو گی اور جو شخص بھی اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اس بات کو پسند ہی نہیں کرے گا کہ اس کا حشر یزید یا اس جیسے بادشاہوں کے ساتھ ہو جو عادل نہیں تھے۔

:3 علامہ شمس الدین ابو عبد للہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (المتوفی:748ھ) لکھتے ہیں:

يَزِيْدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ كَانَ نَاصِبِيّاً فَظّاً غَلِيْظاً جَلْفاً يَتَنَاوَلُ الْمُسْكِرَ وَيَفْعَلُ الْمُنْكَرَ افْتَتَحَ دَوْلَتَهُ بِمَقْتَلِ الشَّهِيْدِ الحُسَيْنِ وَاخْتَتَمَهَا بِوَقْعَةِ الحَرَّةِ فَمَقَتَهُ النَّاسُ وَلَمْ يُبَارَكْ فِي عُمُرِه.

سیر اعلام النبلاء للذھبی تحت ترجمہ یزید بن معاویہ

ترجمہ: یزید بن معاویہ ناصبی، متشدد، سخت اور بد اخلاق قسم کا آدمی تھا، وہ شراب پیتا اور غلط کام کرتا تھا۔ اس نے حکومت کی ابتدا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل سے کی اور اپنی حکومت کا اختتام واقعہ "حَرَّہ" سے کیا، اس لیے لوگ اس پر سے ناراض تھے اور اس کی عمر میں کوئی برکت نہیں تھی۔

فائدہ: یزید بن معاویہ کے دور کے سیاہ ترین واقعات میں سے ایک واقعہ "حَرَّہ" ہے۔ جو 63ھ میں پیش آیا، یزید نے تقریباً دس ہزار اور ایک قول کے مطابق بارہ ہزار شامی افواج کو بھیجا کہ وہ اہل مدینہ کو تین دن تک بیعتِ یزید کی دعوت دیں، اگر وہ بیعت نہ کریں تو تین دن تک اہلیانِ مدینہ کو لوٹنا، قتل و قتال کرنا۔ چنانچہ شامی افواج نے ایسا ہی کیا، مدینہ طیبہ میں قتل عام کیا گیا۔ یزید کی بھیجی ہوئی افواج نے ایک قول کے مطابق تقریباً سات سو سے زائد افراد صحابہ، تابعین اور حفاظ کرام کو شہید کیا، یہاں تک کہ تین دن تک مسجد نبوی میں اذان و نماز بھی نہ ہو سکی۔

فائدہ: مدینہ کے جنوب مشرق اور جنوب مغرب میں جھلسے ہوئے ٹیلوں کے سلسلے ہیں، کسی زمانہ میں آتش فشاں کی وجہ سے یہ علاقہ جھلس گیا تھا جنہیں "حَرَّہ" کہا جاتا ہے، اس جگہ کی مناسبت سے اس واقعہ کو "واقعہ حَرَّہ" کہا جاتا ہے۔

:4 علامہ شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیثمی المکی رحمہ اللہ (المتوفی:974ھ) لکھتے ہیں:

وَعَلَى الْقَوْلِ بِأَنَّهُ مُسْلِمٌ فَهُوَ فَاسِقٌ شَرِيْرٌ سَكِيْرٌ جَائِرٌ.

الصواعق المحرقہ ص132

ترجمہ: اس قول (وہ مسلمان ہے) کے باوجود یہ حقیقت ہے کہ وہ فاسق تھا، شریر تھا، نشہ کا عادی تھا، ظالم تھا۔

:5 علامہ ابو العباس عبد العلی بن مولانا نظام الدین لکھنوی رحمہ اللہ الملقب بحر العلوم (المتوفی:1235ھ) فرماتے ہیں:

وَيَزِيدُ ابْنُهُ مَعَ أَنَّهُ كَانَ مِنَ أَخْبَثِ الْفُسَّاقِ وَكَانَ بَعِيْداً بِمَرَاحِلٍ مِنَ الْإِمَامَةِ بَل الشَّكُ فِي إِيْمَانِه خَذَلَهُ اللهُ تَعَالَى وَالصَّنِيْعَاتُ الَّتِي صَنَعَهَا مَعْرُوفَةٌ مِنْ أَنْوَاعِ الْخَبَائِث.

فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت ج2 ص223

ترجمہ: اور ان (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) کا بیٹا یزید اگرچہ فاسقوں میں بڑا خبیث تھا اور منصب خلافت سے کوسوں دور تھا بلکہ اس کے تو ایمان میں بھی شک ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے رسوا کرے اور جو مختلف قسم کے خبیث کام اس نے کیے ہیں وہ سب مشہور و معروف ہیں۔

:6 حضرت سید احمد صاحب شہید بریلی رحمہ اللہ (المتوفی:1831ء) لکھتے ہیں:

رفیقِ مَنْ از جنودِ حسین بن علی است ورفیقِ مخالفِ مَنْ از زمرہ یزید شقی.

مکتوبات سید احمد ص149

ترجمہ: میرا دوست حضرت حسین بن علی رضی اللہ کے لشکر میں داخل ہے اور میرے مخالف کا دوست یزید بدبخت کی جماعت میں داخل ہے۔

:7 قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ (المتوفی:1297ھ) لکھتے ہیں:

"ان (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) کے انتقال کے بعد یزید نے پر پرزے نکالنے شروع کیے اور دل کو خواہشِ نفس اور ہاتھ کو جامِ شراب پر لے گیا۔ فسق کھلم کھلا کرنے لگا اور نماز چھوڑ دی۔"

مکتوبات قاسم العلوم:175

8: ابو الحسنات محمد عبد الحی بن محمد عبد الحلیم انصاری لکھنوی رحمہ اللہ (المتوفی:1304ھ) لکھتے ہیں:

مسلك اسلم آنست که آن شقی را بمغفرت و ترحم هر گز یاد نباید کرد و به لعن او که در عرف مختص بکفار گشته زبان خود را آلوده نباید کرد.

فتاوی عبد الحی ج3 ص8،9

ترجمہ: یزید کے متعلق محتاط ترین مسلک یہ ہے کہ اس بدبخت کو مغفرت اور رحمہ اللہ کے کلمات سے ہر گز یاد نہ کرے اور نہ ہی اس پر لعنت سے اپنی زبان کو گندا کرے۔

9: قطب الاقطاب فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ (المتوفی:1323ھ) فرماتے ہیں:

"کسی مسلمان کو کافر کہنا مناسب نہیں۔ یزید مومن تھا بسبب قتل کے فاسق ہوا، کفر کا حال دریافت نہیں، کافر کہنا جائز نہیں کہ وہ عقیدہ قلب پر موقوف ہے۔"

فتاویٰ رشیدیہ: ص49

10: حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (المتوفی:1362ھ) فرماتے ہیں:

"یزید فاسق تھا اور فاسق کی ولایت مختلف فیہ ہے۔"

امداد الفتاویٰ: ج4 ص465

اعتراض 10: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے شرائطِ صلح کی پاسداری نہیں کی

مخالفین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک اعتراض یہ کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے جن شرائط پر صلح کی تھی ان کی پاسداری نہیں کی۔

جواب:

کتب احادیث و تواریخ سے دو طرح کی شرائطِ صلح کا ذکر ملتا ہے۔

1: وہ شرائطِ صلح جن کا ثبوت صحیح، معتبر و مستند روایات حدیث و تاریخ سے ملتا ہے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ انہیں پورا بھی کیا ہے۔

2: وہ شرائطِ صلح جن کا ثبوت غیر مستند و غیر معتبر روایاتِ تاریخ سے ملتا ہے، انہی کے متعلق الزام ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں پورا نہیں کیا ہے۔

ذیل میں دونوں کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

1: شرائطِ صلح روایاتِ صحیحہ سے:

وہ شرائطِ صلح جن کا ثبوت صحیح، معتبر و مستند روایات حدیث و تاریخ سے ملتا ہے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ انہیں پورا بھی کیا ہے۔ وہ درج ذیل چار شرائط تھی۔

شرط نمبر 1:

ہمارے اوپر دل کھول کر خرچ کیا جائے، تا کہ مخالفین صلح خاموش رہیں اور اُمت مسلمہ کے حالات پر امن رہیں۔ (اس شرط کی وجہ یہ تھی جود و سخا، فیاضی و کرم نوازی اہل بیت کی فطرت میں داخل ہے، تا کہ اس کے ذریعے وہ لوگوں پر پہلے کی طرح خرچ کر سکیں)۔

شرط نمبر 2:

کوفہ کے بیت المال میں سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پچاس لاکھ درہم عطاء کئے جائیں گے۔

شرط نمبر 3:

دارأبجِرْد (جگہ کا نام ہے) کا خراج حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لئے مختص ہو گا۔

شرط نمبر 4:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں اُن کے والد گرامی حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تنقید نہیں کی جائے گی۔

اب وہ روایت پیش کی جاتی ہے جن میں شرائط صلح کا ذکر ہے۔

قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ، يَقُولُ: اسْتَقْبَلَ وَاللَّهِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ مُعَاوِيَةَ بِكَتَائِبَ أَمْثَالِ الْجِبَالِ، فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: إِنِّي لَأَرَى كَتَائِبَ لَا تُوَلِّي حَتَّى تَقْتُلَ أَقْرَانَهَا، فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: وَكَانَ وَاللَّهِ خَيْرَ الرَّجُلَيْنِ، أَيْ عَمْرُو إِنْ قَتَلَ هَؤُلَاءِ هَؤُلَاءِ وَهَؤُلَاءِ هَؤُلَاءِ مَنْ لِي بِأُمُورِ النَّاسِ بِنِسَائِهِمْ مَنْ لِي بِضَيْعَتِهِمْ، فَبَعَثَ إِلَيْهِ رَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ: عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ سَمُرَةَ، وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ، فَقَالَ: اذْهَبَا إِلَى هَذَا الرَّجُلِ فَاعْرِضَا عَلَيْهِ، وَقُولَا لَهُ، وَاطْلُبَا إِلَيْهِ، فَأَتَيَاهُ، فَدَخَلَا عَلَيْهِ فَتَكَلَّمَا وَقَالَا لَهُ فَطَلَبَا إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُمَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: إِنَّا بَنُو عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَدْ أَصَبْنَا مِنْ هَذَا الْمَالِ، وَإِنَّ هَذِهِ الْأُمَّةَ قَدْ عَاثَتْ فِي دِمَائِهَا، قَالَا: فَإِنَّهُ يَعْرِضُ عَلَيْكَ كَذَا وَكَذَا، وَيَطْلُبُ إِلَيْكَ وَيَسْأَلُكَ، قَالَ: فَمَنْ لِي بِهَذَا؟ قَالَا: نَحْنُ لَكَ بِهِ، فَمَا سَأَلَهُمَا شَيْئًا إِلَّا قَالَا نَحْنُ لَكَ بِهِ، فَصَالَحَهُ، فَقَالَ الْحَسَنُ: وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ، يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِلَى جَنْبِهِ، وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى

النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ أُخْرَى، وَيَقُولُ: إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: إِنَّمَا ثَبَتَ لَنَا سَمَاعُ الْحَسَنِ مِنْ أَبِي بَكْرَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

صحیح البخاری، رقم الحدیث:2704 کتاب الصلح. باب قل النبی صلی اللہ علیہ للحسن بن علی ان ابنی ھذا سید

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! جب حسن بن علی رضی اللہ عنہا (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف) پہاڑوں جیسے بڑے لشکر لے کر روانہ ہوئے تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مشیر خاص) نے کہا: میں ایسا لشکر دیکھ رہا ہوں جو اپنے مد مقابل کو ختم کیے بغیر واپس نہیں جائے گا۔ یہ بات سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عمر! اگر اس (میری) فوج نے اس (حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی فوج کو اور ان لوگوں نے ان لوگوں کو قتل کر دیا تو میرے پاس عوام کی دیکھ بھال کرنے والا کون رہے گا؟ عوام الناس اور خواتین کا خیال کون رکھے گا؟ لوگوں کی جائیدادوں کی خبر گیری کون کرے گا؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف قریش کی شاخ بنو عبد شمس کے دو شخص بھیجے۔ حضرت عبد الرحمن بن سمرہ اور عبد اللہ بن عامر بن گریز رضی اللہ عنہما۔ آپ نے ان دونوں سے فرمایا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ! اور ان کے سامنے صلح کی پیش کش کرو۔ اسی مفاہمت والے معاملے پر ان سے گفتگو کرو اور فیصلہ انہی کی مرضی پر چھوڑ دو۔ چنانچہ یہ لوگ تشریف لے گئے، حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی اور باہمی مفاہمت فیصلہ آپ کی مرضی پر چھوڑ دیا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اولاد عبد المطلب ہیں ہمیں (اپنے والد کی خلافت اور اپنے زمانہ) خلافت میں لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کی عادت ہو گئی ہے۔ یہ امت اپنے ہی خون میں لت پت ہو چکی ہے (فساد اور خون خرابے کو ختم کرنے کے لیے صلح ضروری ہے اور صلح کو بر قرار رکھنے کے لیے لوگوں پر خرچ کرنا ضروری ہے تاکہ صلح کے مخالف لوگوں کا منہ بند رہے اور صلح کے موافق لوگوں کو اس کے ثمرات نظر آئیں) وہ حضرات کہنے لگے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آپ لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے والے عظیم مقصد کے لیے) رقم دینے کے لیے تیار ہیں اور آپ سے صلح کرنے کے خواہش مند ہیں۔ انہوں نے باہمی مفاہمت فیصلہ آپ کی مرضی پر چھوڑا ہے اور آپ کے جواب کے منتظر ہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے (مزید اطمینان قلبی کے لیے) فرمایا کہ اس کی ذمہ داری کون لے گا؟ دونوں قاصدوں نے عرض کی کہ یہ ذمہ داری ہم لیتے ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے جس چیز کے بارے میں ضمانت مانگی تو انہوں نے یہی جواب دیا کہ ہم ضامن ہیں۔ آخر کار حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے صلح کر لی۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا تھا۔ وہ فرماتے تھے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرماتے آپ کے پہلو میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ تشریف فرماتے آپ کبھی لوگوں کی طرف دیکھتے اور کبھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھتے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا یہ بیٹا سردار ہے اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے توسط سے مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا۔

فائدہ: اس روایت میں صلح کی ایک شرط کا ذکر ہے۔ بقیہ تین شرائط حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (المتوفی:774ھ) ذکر کرتے ہیں:

وَلَمَّا رَأَى الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا تَفَرُّقَ جَيْشِهِ عَلَيْهِ مَقَتَهُمْ وَكَتَبَ عِنْدَ ذَلِكَ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ قَدْ رَكِبَ فِي أَهْلِ الشَّامِ فَنَزَلَ مَسْكِنَ يُرَاوِضُهُ عَلَى الصُّلْحِ بَيْنَهُمَا، فَبَعَثَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَامِرٍ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ سَمُرَةَ فَقَدِمَا عَلَيْهِ الْكُوفَةَ فَبَذَلَا لَهُ مَا أَرَادَ مِنَ الْأَمْوَالِ فَاشْتَرَطَ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ بَيْتِ مَالِ الْكُوفَةِ خَمْسَةَ آلَافِ أَلْفِ دِرْهَمٍ، وَأَنْ يَكُونَ خَرَاجُ دَارِ أَبْجِرْدَ لَهُ، وَأَنْ لَا يُسَبَّ عَلِيٌّ وَهُوَ يَسْمَعُ، فَإِذَا فُعِلَ ذَلِكَ نَزَلَ عَنِ الْإِمْرَةِ لِمُعَاوِيَةَ وَيَحْقِنُ الدِّمَاءَ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ. فَاصْطَلَحُوا عَلَى ذَلِكَ وَاجْتَمَعَتِ الْكَلِمَةُ عَلَى مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص403 خلافۃ الحسن بن علی رضی اللہ عنہما

ترجمہ: جب حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اپنے لشکر میں افتراق وانتشار دیکھا تو آپ ان پر سخت ناراض ہوئے اور آپ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو ایک خط لکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ اہلِ شام کے ساتھ سوار ہو کر مقام "مسکن" پر ٹھہرے ہوئے تھے اور جانبین کے درمیان صلح کی کوشش فرمارہے تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن عامر اور عبد الرحمٰن بن سمرہ کو آپ رضی اللہ عنہ کے پاس کوفہ میں بھیجا، جس قدر مال حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے چاہا ان دونوں نے وہ انہیں دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ شرط بھی مقرر کی کہ کوفہ کے بیت المال سے آپ کو پچاس لاکھ درہم حاصل ہوں گے اور دارِ اَبْجِرْد کا خراج بھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لیے ہوگا اور ان کی موجودگی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف کوئی ہتک آمیز کلام نہیں کیا جائے گا۔ جب وہ ایسا کرلیں گے (یعنی ان شرائط کو قبول کرلیں گے) تو آپ رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں امارت سے دستبردار ہو جائیں گے اور یوں مسلمان آپس کی خونریزی سے بھی محفوظ ہو جائیں گے۔ چنانچہ یوں ان دونوں حضرات کے درمیان مصالحت ہوئی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ متفقہ طور پر خلافت کے لیے نامزد ہو گئے۔

الحاصل حدیث و تاریخ کی صحیح روایات سے یہی شرائط صلح ثابت ہوتی ہیں۔

شرائط صلح کی پاسداری:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان تمام شرائط کو پورا کیا۔

1: علامہ حافظ ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (المتوفی:852ھ) فرماتے ہیں:

فَوَافَقَاهُ عَلٰى مَا شُرِطَ مِنْ جَمِيعِ ذٰلِكَ وَالْتَزَمَا لَهُ.

فتح الباری شرح صحیح البخاری ج13 ص65

ترجمہ: اُن دونوں حضرات نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی تمام شرائط کی موافقت کی اور اُن کے لئے ان شرائط کو پورا کیا۔

فائدہ: دونوں حضرات سے مراد حضرت عبد اللہ بن عامر اور حضرت عبد الرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہما ہیں جنہیں صلح کے لیے بھیجا تھا۔

2: علامہ شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیثمی المکی رحمہ اللہ (المتوفی:974ھ) فرماتے ہیں:

اَنَّهُ اِشْتَرَطَ عَلَيْهِ شُرُوطًا كَثِيرَةً فَالْتَزَمَهَا وَوَفٰى لَهُ بِهَا.

الصواعق المحرقۃ ص217

ترجمہ: انہوں نے صلح کی کئی شرائط لگائیں، پھر ان کا التزام کیا اور اُن کے لئے ان شرائط کو پورا بھی کیا۔

3: شیعہ مؤرخ علامہ ابو حنیفہ الدینوری (المتوفی:282ھ) لکھتے ہیں:

وَلَا قَطَعَ عَنْهُمَا شَيْئًا مِمَّا كَانَ شَرَطَ لَهُمَا.

الاخبار الطوال للدینوری ج1 ص225

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے جو عہد کئے تھے اُن میں سے کسی کی خلاف ورزی نہیں کی۔

2: شرائطِ صلح روایاتِ غیر معتبرہ سے:

بعض لوگوں نے ان شرائط کے ساتھ دیگر شرائط بھی نقل کی ہیں، لیکن اسنادی حیثیت سے ان میں کمزوری ہے، جب وہ سند صحیح سے ثابت ہی نہیں ہیں تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ان شرائط کی پاسداری کرنے کا کیا مطلب ہے؟ ذیل میں چند ایک شرائط ذکر کی جاتی ہیں۔

شرط نمبر 1:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کتاب اللہ، رسول اللہ اور خلفاء راشدین کے طرز کے مطابق حکومت چلائیں گے۔

معترضین کا کہنا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے خلفاءراشدین کے طرز کے مطابق حکومت نہیں چلائی۔

جواب:

اھل السنت والجماعت کی کتب میں خلفاءراشدین کا لفظ نہیں ہے، صرف کتاب اللہ اور رسول اللہ کے الفاظ ہیں۔

علامہ حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (المتوفی:852ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ ابنُ بَطَّالٍ: سَلَّمَ الحَسَنُ لِمُعَاوِيَةَ الْاَمْرَ وَبَايَعَهُ عَلٰى اِقَامَةِ كِتَابِ اللهِ وَسُنَّةِ نَبِيِّهِ وَدَخَلَ مُعَاوِيَةُ الْكُوفَةَ.

فتح الباری ج13 ص63

ترجمہ: حضرت ابن بطال رحمہ اللہ (شارح بخاری) کہتے ہیں: کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو امر خلافت سپرد کیا اور اس بات پر بیعت کی کہ وہ نظام حکومت کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق چلائیں گے اور حضرت معاویہ کوفہ میں داخل ہوئے۔

البتہ رافضی عالم ابو الحسن علی بن عیسی الاربلی (المتوفی:693ھ) نے اس میں خلفائے راشدین کی شرط کا ذکر کیا ہے۔

هٰذَا مَا صَالَحَ عَلَيهِ الحَسَنُ بْنُ عَلِي بْنِ اَبِي طَالِبٍ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِي سُفْيَانَ صَالَحَهُ عَلٰى اَن يُسَلِّمَ اِلَيْهِ وِلَايَةَ اَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى اَن يَعْمَلَ فِيْهِمْ بِكِتَابِ اللهِ تَعَالٰى وَسُنَّةِ رَسُولِهِ وَسِيرَةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الصَّالِحِيْنَ.

کشف الغمہ فی معرفۃ الائمۃ ج2 ص145

ترجمہ: یہ وہ شرائط ہیں جن کی بنیاد پر حضرت حسن نے حضرت معاویہ سے صلح کی ہے، وہ شرط یہ ہے کہ مسلمانوں کے معاملہ کی ولایت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس شرط پر دی جاتی ہے کہ وہ اس خلافت کے معاملات میں کتاب اللہ، سنت رسول اور خلفائے راشدین صالحین کی سیرت پر عمل کریں گے۔

فائدہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت خلافت راشدہ تو نہیں لیکن خلافت عادلہ تھی جس کا ذکر خلافت راشدہ والے اعتراض کے تحت آئے گا۔

شرط نمبر2:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے بعد کسی کو جانشین مقرر نہیں کریں گے بلکہ خلیفہ کا انتخاب شوری پر چھوڑیں گے۔

جواب:

اس شرط کا ذکر اھل السنت کی کتابوں میں تو نہیں ملتا البتہ یہ ملتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف لوٹ آئے گی، اگر اس شرط کو درست مان بھی لیا جائے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات حضرت امیر معاویہ سے پہلے ہو گئی تھی اس لیے اس شرط کی نوبت ہی نہیں آئی۔

اعتراض 11: دور حکومت خلافت راشدہ کے دور جیسا نہیں تھا

معترضین کا ایک یہ اعتراض ہے کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور حکومت خلافت راشدہ کے دور جیسا نہیں تھا، انہیں خلیفہ راشد بھی نہیں کہا جا سکتا۔

جواب:

اس حوالے سے تین باتوں کی وضاحت ضروری ہے:

1: خلافت راشدہ کا مفہوم

2: حضرت معاویہ رضی اللہ اور خلفاء راشدین کے دور حکومت میں فرق

3: حضرت معاویہ رضی اللہ کی خلافت "خلافت عادلہ" تھی

"خلافتِ راشدہ" کا مفہوم:

جب ہم "خلافتِ راشدہ" اور "خلفائے راشدین" کہتے ہیں تو اس کا لغوی معنی مراد نہیں ہوتا بلکہ "خلافتِ راشدہ" اور "خلفائے راشدین" شریعت کی خاص اصطلاحات ہیں۔ "خلافتِ راشدہ" کی اصطلاح سے مراد "خلافتِ راشدہ موعودہ فی القرآن" ہے یعنی ایسی خلافت جس کا وعدہ قرآن میں کیا گیا ہے۔ اس خلافت کا وعدہ صرف چار خلفاء کے ساتھ کیا گیا ہے، سب کے ساتھ نہیں کیا گیا۔ اسی طرح "خلفائے راشدین" سے مراد وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جن کے بارے میں آیتِ استخلاف میں اللہ نے خلافت کا وعدہ کیا اور وہ سات نہیں بلکہ وہ چار ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَـيْــــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ

سورۃ النور: 55

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک اعمال کیے ہیں ان سے اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں ضرور زمین میں اپنا خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو بنایا تھا اور ان کے لیے اس دین کو ضرور اقتدار بخشے گا جسے ان کے لیے پسند کیا ہے اور ان کو جو خوف لاحق رہا ہے اس کے بدلے انہیں ضرور امن عطا کرے گا۔ وہ میری عبادت کریں، میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور جو لوگ اس کے بعد بھی ناشکری کریں گے تو ایسے لوگ نافرمان شمار ہوں گے۔

اس آیت میں دو باتیں ملحوظ ہیں۔ "اٰمَنُوْا" (صیغہ ماضی) اور "مِنْكُمْ" (ضمیر حاضر) یعنی جو ایمان لا چکے ہوں اور خطاب کے وقت موجود ہوں۔ معلوم ہوا کہ خلافت کا وعدہ ان لوگوں سے ہے جو نزولِ آیت کے وقت موجود تھے اور نزول سے پہلے ایمان بھی لا چکے تھے۔ خلفائے اربعہ؛ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر بن خطاب، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم ہی وہ حضرات ہیں جن میں یہ دونوں باتیں پائی جاتی ہیں کہ یہ چاروں نزول آیت کے وقت موجود تھے اور ایمان لا چکے تھے۔ حضرت امیر معاویہ اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے، حضرت حسن اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اس وقت نابالغ تھے۔ اس لیے یہ حضرات خلفائے راشدین میں شامل نہیں ہوں گے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی (المتوفی: 1362ھ) کے افادات پر مشتمل تفسیر "احکام القرآن" میں اس آیت کے تحت ذکر کیے گئے فوائد میں فائدہ نمبر 2 کے تحت لکھا ہے:

فِيْهِ دَلَالَةٌ عَلٰى صِحَّةِ إِمَامَةِ الْخُلَفَاءِ الْأَرْبَعَةِ أَيْضًا لِأَنَّ اللهَ اسْتَخْلَفَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَمَكَّنَ لَهُمْ كَمَا جَاءَ الْوَعْدُ وَلَا يَدْخُلُ فِيْهِمْ مُعَاوِيَةُ لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ مُؤْمِنًا فِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ.

احکام القرآن: ج16 ص260

ترجمہ: یہ آیت خلفائے اربعہ کی امامت (وخلافت) کے صحیح ہونے کی دلیل ہے کیونکہ اس وعدہ کے مطابق انہی چار کو اللہ تعالیٰ نے خلافت وحکومت عطا فرمائی ہے۔ اس خلافت موعودہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ شامل نہیں کیونکہ نزول آیت کے وقت وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے۔

خلاصہ یہ کہ "خلافت راشدہ" اور "خلفائے راشدین" اصطلاحات ہیں اور مراد ان سے وہ خلفاء اور ان کی خلافت ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے اور وہ صرف چار حضرات اور ان کی خلافت ہی ہے۔

خلفاء راشدین اور حضرت معاویہ رضی اللہ کے دور میں فرق:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور خلفاء راشدین کے دور میں فرق تھا، لیکن اس طور پر نہیں کہ ایک طرف صرف تقویٰ ہو اور دوسری طرف فسق ہو، ایک طرف عدل ہو اور دوسری طرف ظلم ہو، ایسا ہرگز نہیں تھا بلکہ جمہور امت کے نزدیک یہ فرق صرف اس حد تک تھا جسے عزیمت اور رخصت کا، تقوی اور مباحات کا، احتیاط اور وسعت کا، اصابتِ رائے اور خطا اجتہادی کا فرق کہا جاسکتا ہے، یوں سمجھیں کہ خلفاء راشدین نے عزیمت کو اختیار کیا اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے رخصت کو اپنایا۔

علامہ تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیہ الحرانی الحنبلی رحمہ اللہ (المتوفی: 728ھ) فرماتے ہیں:

فَلَمْ يَكُنْ مِّنْ مُلُوْكِ الْمُسْلِمِيْنَ مَلِكٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّعَاوِيَةَ وَ لَا كَانَ النَّاسُ فِيْ زَمَانِ مَلِكٍ مِّنَ الْمُلُوْكِ خَيْرًا مِّنْهُمْ فِيْ زَمَنِ مُعَاوِيَةَ إِذَا نُسِبَ اَيَّامُهٗ اِلٰى اَيَّامِ مِّنْ بَعْدِهٖ وَ اَمَّا اِذَا نُسِبَ اِلٰى اَيَّامِ اَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ ظَهَرَ التَّفَاضُلَ.

منہاج السنۃ۔ ج3 ص185

ترجمہ: مسلمان بادشاہوں میں سے کوئی بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بہتر نہیں ہوا اور اگر ان کے زمانے کا مقابلہ بعد کے زمانوں سے کیا جائے تو عوام کسی بادشاہ کے زمانے میں اتنی بہتر نہیں رہے ہیں جتنا کہ حضرت امیر معاویہ کے زمانے میں، ہاں اگر ان کے زمانے کا مقابلہ حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے کیا جائے تو فضیلت کا فرق ظاہر ہو جائے گا۔

حضرت معاویہ کی خلافت "خلافت عادلہ":

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اب بلا شرکتِ غیر؛ متفقہ طور پر امیر المومنین اور مسلمانوں کے خلیفہ بن گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نظامِ خلافت کو انتہائی احسن انداز میں سنبھالا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت "خلافت راشدہ" تو نہیں ہاں البتہ "خلافت عادلہ" ضرور تھی۔

فائدہ: "خلافت راشدہ" نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اصطلاحی خلافت یعنی خلافت راشدہ موعودہ فی القرآن نہیں تھی۔

اعتراض 12: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام سے جبرا یزید کے ہاتھ پر بیعت لی

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے جبرا یزید کی بیعت لی تھی۔

مشہور مؤرخ ابو الحسن عزالدین علی بن محمد بن عبد الکریم الشیبانی المعروف ابن الاثیر الجزری رحمہ اللہ (المتوفی:630ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ: إِنِّي كُنْتُ أَخْطُبُ فِيكُمْ فَيَقُومُ إِلَيَّ الْقَائِمُ مِنْكُمْ فَيُكَذِّبُنِي عَلَى رُءُوسِ النَّاسِ فَأَحْمِلُ ذٰلِكَ وَأَصْفَحُ، وَإِنِّي قَائِمٌ بِمَقَالَةٍ، فَأُقْسِمُ بِاللهِ لَئِنْ رَدَّ عَلَيَّ أَحَدُكُمْ كَلِمَةً فِي مَقَامِي هٰذَا لَا تَرْجِعُ إِلَيْهِ كَلِمَةٌ غَيْرُهَا حَتّٰى يَسْبِقَهَا السَّيْفُ إِلَى رَأْسِهِ.

الکامل فی التاریخ ج3 ص510 طبع بیروت

ترجمہ: (حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے) کہا: کہ میں تمہارے سامنے خطبہ دے رہا ہوں اور تم میں سے جو میرے سامنے کھڑا ہونا چاہے کھڑا ہو جائے اور لوگوں کے سامنے میری تکذیب کرے، میں اس پر حملہ آور ہوں گا اور تلوار چلاؤں گا۔ اور میں کھڑے ہو کر ایسا قول پیش کرنے لگا ہوں اور اللہ کے نام کی قسم اٹھاتا ہوں کہ اگر تم میں سے کسی نے میری بات کے جواب میں میرے مخالف ایک لفظ بھی کہا تو دوسری بات اس کی زبان سے نکلنے کی نوبت نہ آئے گی، تلوار اس کے سر پر پہلے چل چکی ہو گی۔

جواب نمبر 1:

مشہور مؤرخ ابو الحسن عزالدین علی بن محمد بن عبد الکریم الشیبانی المعروف ابن الاثیر الجزری رحمہ اللہ (المتوفی:630ھ) نے یہ روایت اپنی کتاب "الکامل فی التاریخ" میں بغیر سند کے نقل کی ہے، اس روایت کا ماخذ بھی ذکر نہیں کیا، حالانکہ ابن اثیر رحمہ اللہ "تاریخ طبری" کو اکثر روایات میں اپنا ماخذ بناتے ہیں لیکن اس میں بھی یہ روایت موجود نہیں ہے تو ایسی بے سند روایت کیسے قابل قبول ہو سکتی ہے؟

جواب 2:

خود رافضی مورخ احمد بن ابو یعقوب بن جعفر الیعقوبی (المتوفی:284ھ) بھی اس کے مخالف روایت ذکر کرتے ہیں۔

حَجَّ مُعَاوِيَةُ تِلْكَ السَّنَةَ فَتَأَلَّفَ الْقَوْمُ وَلَمْ يُكْرِهْهُمْ عَلَى الْبَيْعَةِ.

تاریخ یعقوبی ج2 ص229

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سال حج کیا تو لوگوں کو مانوس کیا اور انہیں بیعت پر مجبور نہیں کیا۔

اگر ابن اثیر جزری کی مذکورہ بالا روایت صحیح ہوتی یا ضعیف ہی ہوتی تو شیعہ مورخ اسے اپنے موقف پر دلیل بناتا، اس کا دلیل نہ بنانا اور صحیح روایت کو لکھ دینا بھی اس بات کا موید ہے کہ اس روایت کی کوئی اصل نہیں ہے۔

اعتراض 13: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام سے مکر و فریب کے ذریعہ سے بیعتِ یزید لی تھی۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الطبری رحمہ اللہ (المتوفی:310ھ)روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنِي رَجُلٌ بِنَخْلَةَ قَالَ: بَايَعَ النَّاسُ لِيَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ غَيْرَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ الزُّبَيْرِ وَعَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ فَلَمَّا قَدِمَ مُعَاوِيَةُ أَرْسَلَ إِلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي قَدِ اسْتَوْسَقَ النَّاسُ لِهٰذَا الْأَمْرِ غَيْرَ خَمْسَةَ نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ أَنْتَ تَقُودُهُمْ يَا بْنَ أَخِي فَمَا إِرْبَكَ إِلَى الْخِلَافِ قَالَ: أَنَا أَقُودُهُم؟ قَالَ: نَعَمْ أَنْتَ تَقُودُهُمْ قَالَ:فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمْ فَإِنْ بَايَعُوا كُنْتُ رَجُلاً مِنْهُمْ وَإِلَّا لَمْ تَكُنْ عَجِلْتُ عَلَى بِأَمْرٍ

تاریخ طبری جلد 4 ص 225

ترجمہ: ابن عون نے بیان وہ کہتے ہیں کہ مجھے نخلہ کے ایک آدمی نے بیان کیا کہ حضرت حسین بن علی، حضرت عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن زبیر، عبد الرحمن بن ابو بکر اور عبد اللہ بن عباس رضوان اللہ عنہم کے علاوہ تمام لوگوں نے یزید بن معاویہ کی بیعت کر لی، تو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ مکہ مکرمہ آئے، حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی طرف آدمی بھیجا اور کہا: اے میرے بھتیجے !سب لوگ یزید کی بیعت کے لیے آمادہ ہو چکے ہیں سوائے قریش کے پانچ آدمیوں کے (آپ، حضرت عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن زبیر، عبد الرحمن بن ابو بکر اور عبد اللہ بن عباس رضوان اللہ عنہم) اے میرے بھتیجے! آپ ان کے قائد و رہنما ہیں تو آپ یزید کی بیعت کی مخالفت نہ کریں۔ تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں ان کا رہنما ہوں؟ تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ہاں! آپ ان کے رہنما ہیں۔ راوی کہتے ہیں: پھر انہوں (حضرت حسین رضی اللہ عنہ) نے ان پانچ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی طرف پیغام بھیجا اور یہ کہا: اگر وہ بیعت کر لیں تو میں بھی انہی میں سے ایک آدمی ہوں (یعنی میں بھی بیعت کر لوں گا) ورنہ میں بیعت کے معاملہ میں جلد بازی نہیں کرتا۔

(آگے امام طبری رحمہ اللہ نے اسی عبارت کو تکرار کے ساتھ پانچ مرتبہ نقل کیا ہے مطلب یہی ہے کہ اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان پانچ صحابہ کرام میں سے ہر ایک کی طرف یہی پیغام بھیجا اور ہر ایک کو یہی کہا کہ آپ ان کے قائد ہیں اگر آپ بیعت کے لیے تیار ہو جائیں تو یہ سب بیعت کے لیے تیار ہو جائیں گے)

اعتراض:

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ چند اکابر صحابہ کرام (حضرت عبد اللہ بن زبیر، عبد اللہ بن عمر اور حضرت عبد الرحمان بن ابی بکر رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو انفرادی طور پر ملے اور ان میں سے ہر ایک سے بطور مکر و فریب کے کہا کہ باقی بیعت کے لیے تیار ہیں اگر آپ نے بیعت کر لی تو باقی سارے صحابہ کرام بیعت کر لیں گے، اس لیے کہ باقیوں کی بیعت کا دارومدار آپ کی بیعت پر ہے۔

جواب:

یہ اعتراض بھی کم علمی یا ضد کی بنیاد پر ہے اس لیے کہ اگر اسنادی حیثیت سے اس روایت کو دیکھا جائے تو یہ روایت سنداً صحیح نہیں ہے اس لئے کہ امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الطبری رحمہ اللہ (المتوفی:310ھ) اس روایت کے شروع میں فرماتے ہیں:

"حَدَّثَنِي رَجُلٌ بِنَخْلَةَ"

ترجمہ: مقام نخلہ کے ایک شخص نے مجھے بیان کیا۔

اس روایت میں نقل کرنے والا آدمی مجہول ہے۔ نہ جانے یہ آدمی کون ہے، مسلمان ہے یا کافر، رافضی ہے یا سنی، سچا ہے یا جھوٹا، کچھ علم نہیں

ہے، لہٰذا اس مجہول راوی کی وجہ سے یہ روایت معتبر نہیں ہو گی۔ گر راوی مجہول العین یا مجہول الحال ہو تو محدثین کرام رحمہ اللہ کے نزدیک ایسی روایت معتبر نہیں ہوتی۔

1: امام ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مھدی البغدادی رحمہ اللہ، المعروف بالخطیب (المتوفی:463 ھ) فرماتے ہیں:

لَا يُقْبَلُ خَبَرُ مَنْ جَهِلَتْ عَيْنُهُ وَصِفَتُهُ لِأَنَّهُ حِيْنَئِذٍ لَا سَبِيْلَ إِلَى مَعَارِفِ عَدَالَتِهِ. هٰذَا قَوْلُ كُلِّهِمْ.

الکفایۃ فی علم الروایۃ، صفحہ:324

ترجمہ: ایسی روایت جس کا راوی مجہول العین اور مجہول الوصف ہو، روایت قبول نہیں ہو گی، اس لیے کہ اس کی عدالت پہچاننے کا کوئی طریقہ نہیں ہے، یہ تمام محدثین کرام رحمہم اللہ کا قول ہے۔

2 : علامہ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (المتوفی:676ھ) لکھتے ہیں:

رِوَايَةُ مَجْهُوْلِ الْعَدَالَةِ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا لَا تُقْبَلُ عِنْدَ الْجَمَاهِيْرِ.

التقریب ص172

ترجمہ: مجہول العدالت خواہ ظاہرا ہو یا باطنا، اس کی روایت جمہور کے نزدیک قبول نہیں ہو گی۔

اعتراض14: حضرت معاویہ رضی اللہ بیعتِ یزید کے لیے رشوت دیتے تھے

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ آپ یزید کی بیعت کے لیے رشوت دیتے تھے، اس حوالے سے "الکامل فی التاریخ" کی روایت پیش کی جاتی ہے۔

مشہور مؤرخ ابو الحسن عز الدین علی بن محمد بن عبد الکریم الشیبانی المعروف ابن الاثیر الجزری رحمہ اللہ (المتوفی:630ھ) لکھتے ہیں:

وَسَارَ الْمُغِيرَةُ حَتَّى قَدِمَ الْكُوفَةَ وَذَاكَرَ مَنْ يَثِقُ إِلَيْهِ وَمَنْ يَعْلَمُ أَنَّهُ شِيعَةٌ لِبَنِي أُمَيَّةَ أَمْرَ يَزِيدَ، فَأَجَابُوا إِلَى بَيْعَتِهِ، فَأَوْفَدَ مِنْهُمْ عَشَرَةً، وَيُقَالُ أَكْثَرُ مِنْ عَشَرَةٍ، وَأَعْطَاهُمْ ثَلَاثِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ، وَجَعَلَ عَلَيْهِمُ ابْنَهُ مُوسَى بْنَ الْمُغِيرَةِ، وَقَدِمُوا عَلَى مُعَاوِيَةَ فَزَيَّنُوا لَهُ بَيْعَةَ يَزِيدَ وَدَعَوْهُ إِلَى عَقْدِهَا: فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: لَا تَعْجَلُوا بِإِظْهَارِ هٰذَا وَكُونُوا عَلَى رَأْيِكُمْ. ثُمَّ قَالَ لِمُوسَى: بِكَمِ اشْتَرَى أَبُوكَ مِنْ هَؤُلَاءِ دِينَهُمْ؟ قَالَ: بِثَلَاثِينَ أَلْفًا: قَالَ: لَقَدْ هَانَ عَلَيْهِمْ دِينُهُمْ.

الکامل فی التاریخ، ج3ص504 طبع بیروت

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے سفر شروع کیا یہاں تک کوفہ پہنچے، وہ لوگ جن پر انہیں بھروسہ تھا اور وہ جانتے تھے کہ یزید کی امارت کے معاملہ میں یہ بنو امیہ کے گروہ میں سے ہیں ان کے سامنے یزید کی بیعت کا تذکرہ کیا۔ تو انہوں نے یزید کی بیعت کو قبول کیا، ان میں دس آدمیوں کا وفد ملک شام روانہ کیا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دس سے زائد لوگ تھے۔ اور دس آدمیوں کو تیس تیس ہزار دراہم دیے اور ان پر نگران (حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے) اپنے بیٹے موسیٰ بن مغیرہ کو بنایا، یہ سب لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور یزید کی بیعت کو مزین کر کے پیش کیا اور اسی کو (امارت پر) متعین کرنے کی دعوت دی۔ تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس بات کے ظاہر کرنے میں جلد بازی نہ کرو اور اپنی رائے پر قائم رہو۔ پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت موسیٰ بن مغیرہ سے (تنہائی میں) پوچھا: کہ آپ کے والد (حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ) نے ان لوگوں کے دین کو کتنے درہم میں خریدا؟ تو موسیٰ بن مغیرہ نے جواب دیا: کہ تیس ہزار درہم میں۔ تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ تب تو ان کا دین ان کی نظروں میں بہت سستا ہے۔

جواب:

مشہور مؤرخ ابو الحسن عز الدین علی بن محمد بن عبد الکریم الشیبانی المعروف ابن الاثیر الجزری رحمہ اللہ (المتوفی:630ھ) نے اپنی کتاب "الکامل فی التاریخ" میں اس روایت کو بغیر سند اور بغیر حوالے کے پیش کیا ہے، تو بلا سند و بلا حوالہ روایت کیسے معتبر ہو سکتی ہے؟

فائدہ:

یہ روایت بھی صرف "الکامل فی التاریخ" میں ہے، اس کے علاوہ کتبِ تاریخ میں بھی یہ روایت نہیں ملتی حتی کہ "تاریخ طبری" جو ابن اثیر جزری رحمہ اللہ کا ماخذ ہے اس میں بھی یہ روایت مذکور نہیں ہے۔

اعتراض 15: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت پر خوش ہوئے تھے

عَنْ خَالِدٍ، قَالَ: وَفَدَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِي يكَرِبَ، وَعَمْرُو بْنُ الْأَسْوَدِ، وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ مِنْ أَهْلِ قِنَّسْرِينَ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَقَالَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لِلْمِقْدَامِ أَعَلِمْتَ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تُوُفِّيَ، فَرَجَّعَ الْمِقْدَامُ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَتَرَاهَا مُصِيبَةً ؟ قَالَ لَهُ: وَلِمَ لَا أَرَاهَا مُصِيبَةً وَقَدْ وَضَعَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حِجْرِهِ فَقَالَ: هَذَا مِنِّي، وَحُسَيْنٌ مِنْ عَلِيٍّ، فَقَالَ الْأَسَدِيُّ: جَمْرَةٌ أَطْفَأَهَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ.

سنن ابی داؤد، رقم الحدیث 4131

ترجمہ: حضرت مقدام بن معدی کرب، عمرو بن اسود اور قبیلہ بنی اسد کے قنسرین (نامی جگہ) کے رہنے والے ایک شخص حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے پاس آئے، تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مقدام سے کہا: کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا انتقال ہو گیا؟ مقدام نے یہ سن کر کلمات ترجیع (انا للہ وانا الیہ راجعون) پڑھے۔ تو ان افراد میں سے موجود ایک شخص نے کہا: کیا آپ اسے مصیبت سمجھتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: میں اسے مصیبت کیوں نہ سمجھوں اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی گود میں بٹھایا اور فرمایا: یہ میرے مشابہ ہے، اور حسین علی کے مشابہ ہیں۔ یہ سن کر اس قبیلہ بنو اسد کے آدمی نے کہا: ایک انگارہ تھا جسے اللہ تعالیٰ نے بجھا دیا۔

روایت بالا کی بنیاد پر کہا جاتا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت پر خوش ہوئے تھے۔

جواب نمبر 1:

اس روایت میں بقیہ بن ولید نامی راوی مدلس ہے، لہذا یہ روایت قابل قبول نہیں ہو گی۔

فائدہ:

ذیل میں اولا تدلیس کی تعریف پھر بقیہ بن ولید کے مدلس ہونے کی صراحت محدثین کرام رحمہم اللہ سے پیش کی جاتی ہے۔

تدلیس کی تعریف:

تدلیس ایسی حدیث کو کہتے ہیں کہ جس کی سند یا متن میں پائے جانے والے عیب کو چھپا کر اسے مزین کر کے پیش کیا جائے اس وصف کا نام تدلیس ہے۔ ایسے کرنے والے راوی کو مدلس کہا جاتا ہے۔ جیسے راوی اپنے استاذ سے سنے بغیر اس کی طرف منسوب کر کے ایسے الفاظ سے نقل کرے جن سے براہ راست سننے کا گمان ہو۔ جیسے قال (قال فلان) اور عن (عن فلان)۔

بقیہ بن ولید مدلس راوی ہے:

بقیہ بن ولید کے مدلس ہونے پر ذیل میں چند محدثین کرام کی تصریحات پیش کی جاتی ہیں:

1: ابو الفرج عبد الرحمن بن ابی الحسن علی بن محمد البغدادی الحنبلی المعروف بابن الجوزی رحمہ اللہ (المتوفی: 597ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ مُدَلِّسًا يَرْوِي عَنْ قَوْمٍ مَتْرُوكِينَ وَمَجْهُولِينَ.

الضعفاء والمتروکین ج 1 ص 146

ترجمہ: وہ مدلس تھا متروک اور مجہول لوگوں سے روایات نقل کرتا تھا۔

2: علامہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (المتوفی: 748ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ كَانَ مُدَلِّسًا فَإِذَا قَالَ "عَنْ" فَلَيْسَ بِحُجَّةٍ.

میزان الاعتدال ج 1 ص 331

ترجمہ: کئی علماء نے کہا ہے کہ بقیہ مدلس ہے، جب یہ "عَنْ" سے روایت کرے تو حجت نہیں ہے۔

3: علامہ حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (المتوفی:852ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْخِلَافِيَاتِ اَجْمَعُوا عَلَى اَنَّ بَقِيَّةَ لَيْسَ بِحُجَّةٍ.

تہذیب التہذیب لابن حجر ج ا ص 478

ترجمہ: امام بیہقی رحمہ اللہ "کتاب الخلافیات" میں فرماتے ہیں کہ اس بات پر اجماع ہے کہ بقیہ حجت نہیں ہے۔

جواب نمبر2:

دیگر تاریخی روایات سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا طرز عمل اس سے جدا ثابت ہوتا ہے۔

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (المتوفی:774ھ) فرماتے ہیں:

فَلَمَّا جَاءَ الْكِتَابُ بِمَوتِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ اِتَّفَقَ كَوْنُ ابْنُ عَبَّاسٍ عِنْدَ مُعَاوِيَةَ وَعَزَّاهُ فِيهِ بِأَحْسَنَ تَعْزِيَةٍ وَرَدَّ عَلَيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ رَدًّا حَسَنًا.

البدایۃ والنھایۃ لابن کثیر: ج 8 ص 304

ترجمہ: جب حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی موت کی خبر (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو) پہنچی تو اتفاقاً اُس وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی اُن کے پاس موجود تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں اس افسوس ناک خبر پر نہایت ہی اچھے طریقے سے تعزیت کی تو اُس کے جواب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی اُتنے ہی اچھے طریقے سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو جواب دیا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ نے مستقلا یزید کو تعزیت کے لیے بھیجا!

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے یزید بن معاویہ کو باضابطہ طور پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی تعزیت کے لئے بھیجا، یزید نے انتہائی عمدہ الفاظ میں تعزیت کی۔

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (المتوفی:774ھ) فرماتے ہیں:

وَبَعَثَ مُعَاوِيَةُ اِبْنَهُ يَزِيدَ فَجَلَسَ يَدَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَزَّاهُ بِعِبَارَةٍ فَصِيحَةٍ وَجِيزَةٍ شَكَرَهُ عَلَيْهَا ابْنُ عَبَّاسٍ.

البدایۃ والنھایہ لابن کثیر ج 8 ص 304

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو بھیجا، وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس نے نہایت ہی فصیح اور جامع الفاظ میں آپ (حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات) کی تعزیت کی، جس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اُس کا شکریہ ادا کیا۔

وفیات الاعیان

نمبر شمار	نام مع نسب	سن وفات
1	امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ اَلعَبَسی الکوفی رحمہ اللہ	235ھ
2	امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ	241ھ
3	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ	256ھ
4	امام مسلم بن حجاج القُشَیری النیشابوری رحمہ اللہ	261ھ
5	امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجۃ رحمہ اللہ	273ھ
6	امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی رحمہ اللہ	275ھ
7	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ	279ھ
8	امام احمد بن یحیٰ بن جابر بن داود البَلاذُری رحمہ اللہ	279ھ
9	امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب بن علی النسائی رحمہ اللہ	303ھ
10	امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الطبری رحمہ اللہ	310ھ
11	امام ابو القاسم عبد اللہ بن محمد البغوی رحمہ اللہ	317ھ
12	امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی رحمہ اللہ	321ھ
13	مؤرخ علامہ ابنِ یونس المصری رحمہ اللہ	347ھ
14	امام ابو حاتم محمد بن حِبّان بن احمد بن حِبّان رحمہ اللہ	354ھ
15	امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی البغدادی رحمہ اللہ	360ھ
16	امام سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی ابو القاسم الطبرانی رحمہ اللہ	360ھ
17	ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد المعروف امام حاکم رحمہ اللہ	405ھ
18	قاضی ابو یعلی الفراء الحنبلی الماوردی رحمہ اللہ	458ھ
19	امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمری القرطبی رحمہ اللہ	463ھ
20	ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مھدی البغدادی، المعروف بالخطیب رحمہ اللہ	463ھ
21	صدر الاسلام ابو الیسر محمد بن محمد بن الحسین بن عبد الکریم البزدوی رحمہ اللہ	483ھ
22	امام ابو عبد اللہ محی الدین عبد القادر بن موسیٰ بن عبد اللہ الجیلانی الحنبلی رحمہ اللہ	561ھ
23	امام ابو القاسم علی بن الحسن بن ھبۃ اللہ المعروف بابن عساکر رحمہ اللہ	571ھ
24	ابو الفرج عبد الرحمن بن ابی الحسن علی بن محمد الحنبلی المعروف بابن الجوزی	597ھ
25	امام ابو الحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی عز الدین ابن الاثیر رحمہ اللہ	630ھ
26	علامہ محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ	676ھ
27	امام ابو الفضل محمد بن مکرم بن علی جمال الدین ابن منظور الانصاری الافریقی رحمہ اللہ	711ھ

28	علامہ تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیہ الحرانی الحنبلی رحمہ اللہ	728ھ
29	امام ابو الحجاج یوسف بن عبد الرحمٰن بن یوسف ابی محمد القضاعی الکلبی المِزّی رحمہ اللہ	742ھ
30	امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان الذھبی رحمہ اللہ	748ھ
31	حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ	774ھ
32	علامہ زین الدین ابو الفرج عبد الرحمن بن احمد المعروف ابن رجب الحنبلی رحمہ اللہ	795ھ
33	ابو زید عبد الرحمن بن محمد بن المالکی المعروف ابن خلدون رحمہ اللہ	808ھ
34	حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر العسقلانی الشافعی رحمہ اللہ	852ھ
35	علامہ کمال الدین محمد بن عبد الواحد بن عبد الحمید سکندری الحنفی المعروف ابن الھمام رحمہ اللہ	861ھ
36	علامہ شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد بن علی بن حجر الھیثمی المکی رحمہ اللہ	974ھ
37	شیخ محمد طاہر پٹنی رحمہ اللہ	986ھ
38	امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ	1176ھ
39	علامہ سید محمد بن محمد الحسینی الزبیدی المعروف مرتضیٰ الزبیدی رحمہ اللہ	1205ھ
40	علامہ ابو العباس عبد العلی بن مولانا نظام الدین لکھنوی رحمہ اللہ الملقب بحر العلوم	1235ھ
41	حضرت سید احمد صاحب شہید بریلی رحمہ اللہ	1831ء
42	حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ	1297ھ
43	ابو الحسنات محمد عبد الحی بن محمد عبد الحلیم انصاری لکھنوی رحمہ اللہ	1304ھ
44	حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ	1322ھ
45	علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ	1352ھ
46	حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ	1362ھ
47	محدث کبیر مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ	1394ھ
48	شیخ التفسیر مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ	1394ھ
49	شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ	1413ھ
50	علامہ وحید الزمان قاسمی کیرانوی رحمہ اللہ	1416ھ
51	سید ابو الحسن علی ندوی بن عبد الحی حسنی رحمہ اللہ	1420ھ

رافضی مصنفین

نمبر شمار	نام مع نسب	سن وفات
1	احمد بن داود الدِینَوری الشیعی	282ھ
2	احمد بن ابو یعقوب بن جعفر الیعقوبی	284ھ
3	ابو عباس عبد اللہ بن جعفر الحمیری الشیعی	300ھ

4	ابو جعفر محمد بن الحسن بن علی بن الحسن الطوسی شیعی	460ھ
5	ابو الحسن علی بن عیسی الاربلی شیعی	693ھ

کتابیات

العقیدہ:

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	سن وفات
1	العقیدۃ الطحاویۃ	امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی رحمہ اللہ	321ھ
2	اصول الدین	صدر الاسلام ابو الیسر محمد بن محمد بن الحسین البزدوی رحمہ اللہ	483ھ
3	منہاج السنۃ	علامہ تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن تیمیہ الحرانی الحنبلی رحمہ اللہ	728ھ
4	الصواعق المحرقۃ	علامہ شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیثمی المکی رحمہ اللہ	974ھ
5	عقائد الاسلام	شیخ التفسیر مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ	1394ھ
6	گمراہ کن عقائد اور صراط مستقیم	شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ	1413ھ

التفسیر:

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	سن وفات
1	احکام القرآن	حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ	1362ھ

الحدیث:

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	سن وفات
1	المصنف	امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ العَبَسی الکوفی رحمہ اللہ	235ھ
2	مسند احمد	امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ	241ھ
3	صحیح البخاری	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ	256ھ
4	صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج القُشَیری النیشابوری رحمہ اللہ	261ھ
5	سنن ابن ماجہ	امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجۃ رحمہ اللہ	273ھ
6	سنن ابی داود	امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی رحمہ اللہ	275ھ
7	جامع الترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ	279ھ
8	سنن النسائی	امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب بن علی النسائی رحمہ اللہ	303ھ
9	صحیح ابن حبان	امام ابو حاتم محمد بن حِبّان بن احمد بن حِبّان رحمہ اللہ	354ھ
10	الشریعۃ	امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرِّی البغدادی رحمہ اللہ	360ھ
11	المعجم الصغیر	امام سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی ابو القاسم الطبرانی رحمہ اللہ	360ھ
12	المعجم الاوسط	امام سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی ابو القاسم الطبرانی رحمہ اللہ	360ھ

13	معرفۃ الحدیث	ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد المعروف امام حاکم رحمہ اللہ	405ھ
14	جامع بیان العلم وفضلہ	امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر بن عاصم القرطبی رحمہ اللہ	463ھ

شروح الحدیث:

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	سن وفات
1	المنہاج شرح صحیح مسلم	علامہ محی الدین ابوزکریا یحیٰی بن شرف النووی رحمہ اللہ	676ھ
2	شرح علل ترمذی لابن رجب	علامہ زین الدین ابو الفرج عبد الرحمن ابن رجب الحنبلی رحمہ اللہ	795ھ
3	فتح الباری شرح صحیح البخاری	امام حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ	852ھ
4	عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری	حافظ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ العینی الحنفی رحمہ اللہ	855ھ
5	مجمع بحار الانوار	شیخ محمد طاہر پٹنی رحمہ اللہ	986ھ
6	فیض الباری شرح صحیح البخاری	علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ	1352ھ

الفقہ والفتاویٰ:

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	سن وفات
1	روضۃ الطالبین	علامہ محی الدین ابوزکریا یحیٰی بن شرف النووی رحمہ اللہ	676ھ
2	مجموع الفتاوی	علامہ تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن تیمیہ الحرانی رحمہ اللہ	728ھ
3	فتح القدیر	علامہ کمال الدین محمد بن عبد الواحد الحنفی المعروف ابن الہمام رحمہ اللہ	861ھ
4	فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت	علامہ ابو العباس عبد العلی بن مولانا نظام الدین رحمہ اللہ الملقب بحر العلوم	1235ھ
5	فتاوی عبد الحی	ابو الحسنات محمد عبد الحی بن محمد عبد الحلیم انصاری لکھنوی رحمہ اللہ	1304ھ
6	فتاوی رشیدیہ	حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ	1322ھ
7	امداد الفتاوی	حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ	1362ھ

الاحسان:

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	سن وفات
1	الغنیۃ لطالبی طریق الحق	امام ابو عبد اللہ محی الدین عبد القادر بن موسیٰ الجیلانی الحنبلی رحمہ اللہ	561ھ

السیاسۃ:

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	سن وفات
1	الاحکام السلطانیہ	قاضی ابو یعلی الفراء الحنبلی الماوردی رحمہ اللہ	458ھ

سیر الصحابہ:

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	سن وفات
1	المرتضی	سید ابو الحسن علی ندوی بن عبد الحی حسنی رحمہ اللہ	1420ھ

الجرح والتعدیل والتراجم:

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	سن وفات
1	الضعفاء الکبیر	علامہ ابو جعفر محمد بن عمرو بن موسی العقیلی رحمہ اللہ	322ھ
2	الضعفاء والمتروکین	ابو الفرج عبد الرحمن بن ابی الحسن علی بن محمد الحنبلی المعروف بابن الجوزی	597ھ
3	تہذیب الکمال فی اسماء الرجال	امام ابو الحجاج یوسف بن عبد الرحمٰن القضاعی المِزّی رحمہ اللہ	742ھ
4	میزان الاعتدال	امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد الذھبی رحمہ اللہ	748ھ
5	تہذیب التہذیب	امام حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ	852ھ
6	ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء	امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ	1176ھ

التاریخ:

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	سن وفات
1	تاریخ الطبری تاریخ الرسل والملوک	امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الطبری رحمہ اللہ	310ھ
2	تاریخ یونس	مؤرخ علامہ ابنِ یونس المصری رحمہ اللہ	347ھ
3	تاریخ بغداد	ابو بکر احمد بن علی بن ثابت البغدادی، المعروف بالخطیب رحمہ اللہ	463ھ
4	تاریخ دمشق لابن عساکر	امام ابو القاسم علی بن الحسن بن ھبۃ اللہ المعروف بابن عساکر رحمہ اللہ	571ھ
5	الکامل فی التاریخ	ابو الحسن عز الدین علی بن محمد المعروف ابن الاثیر الجزری رحمہ اللہ	630ھ
6	البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر	حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ	774ھ
7	تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام	امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان الذھبی رحمہ اللہ	748ھ
8	تاریخ ابن خلدون	ابو زید عبد الرحمن بن محمد بن المالکی المعروف ابن خلدون رحمہ اللہ	808ھ

الانساب:

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	سن وفات
1	انساب الاشراف	امام احمد بن یحیٰ بن جابر بن داود البَلَاذُری رحمہ اللہ	279ھ

اللغات:

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	سن وفات
1	لسان العرب	امام ابو الفضل محمد بن مکرم بن علی جمال الدین ابن منظور الافریقی رحمہ اللہ	711ھ

2	تاج العروس	علامہ سید محمد بن محمد الحسینی الزبیدی المعروف مرتضیٰ الزبیدی رحمہ اللہ	1205ھ
3	القاموس الوحید	علامہ وحید الزمان قاسمی کیرانوی رحمہ اللہ	1416ھ

مکاتیب:

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	سن وفات
1	مکتوبات سید احمد شہید	حضرت سید احمد صاحب شہید بریلی رحمہ اللہ	1831ء
2	مکتوبات قاسم العلوم	حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ	1297ھ

کتب روافض:

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	سن وفات
1	الاخبار الطوال	احمد بن داود الدِینوَری الشیعی	282ھ
2	تاریخ یعقوبی	احمد بن ابو یعقوب بن جعفر الیعقوبی الشیعی	284ھ
3	قرب الاسناد	ابو عباس عبد اللہ بن جعفر الحمیری الشیعی	300ھ
4	کشف الغمہ فی معرفۃ الائمۃ	ابو الحسن علی بن عیسی الاربلی شیعی	693ھ